

اکبر کے مشہور وزیر اعظم ہندوستان
کے ایک زبردست انشا پرداز، مدبر اور فلاسفر

ابوالفضل علامی

کی

سوانح عمری

جس کو مولوی غلام ثقلین صاحب نے لکھ کر رسالہ حسن حیدرآباد میں
چھپوایا
اور ایک اشرفی انعام پایا

باجازت نواب عماد نواز جنگ ایڈیٹر رسالہ حسن
بغرض [illegible]
منشی فضل الدین [illegible] مالک اخبار اشاعت
[illegible]

اشتہار

سوانح عمری رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں نہایت فصیح و بسط کے ساتھ جناب سرورعالم شافع محشر فخر زمن محبوب ذو المنن شاہنشاہ عرب محمد رحمۃ العالمین شفیع اللہ نبی احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی کے پاک حالات مع حالات جاہلیت عرب کے درج [illegible] ہیں ۔ ۔ ۲ر

الصدیق رضؓ

یعنی جناب امیرالمومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے عہد خلافت کے تمام حالات مع فتوحات و نقشہ فتوحات اسلام ۔ قیمت ۸ر

سیرۃ الفاروق رضؓ

منشی سراج الدین احمد صاحب ایڈیٹر اخبار چودھویں صدی کی تالیف کی ہوئی جناب ثانی اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری جس میں ان کے بچپن کے زمانہ سے لیکر وفات تک کے تمام حالات مع فتوحات کے جو ان کے زمانہ میں ہوئی ہیں بڑی محنت اور تحقیق سے مرتب کرکے درج کئے گئے ہیں ۔ دیباچہ میں بہت سے اہم اور عظیم الشان امور سے نہایت دلچسپ بحث کی گئی ہے ۔ کسی مسلمان کو اس بے نظیر اور عدیم المثال اسلامی بزرگ ہیرو کے حالات کو شوق سے پڑھنے کے واسطے ترغیب دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس قدر وہ حالات دلچسپ ہیں اسی قدر اس زمانے کے مسلمانوں کے واسطے ہادی اور رہنما اور ناصح ہیں غرض اسلامی سچی شان و شوکت اور اصلی جاہ و جلال اور بے نظیر شجاعت اور تقوےٰ کی تصویریں ہیں جو اس کتاب میں کھینچی گئی ہیں ۔ قیمت . . . . عہ

سیرۃ عثمان

جناب امیرالمومنین عثمان ابن عفان خلیفہ سوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے عہد خلافت کے تمام واقعات مع فتوحات کے ۔ قیمت ۶ر

تذکرۃ الحسین علیہ السلام

یعنی جناب ابوعبداللہ سید الشہدا حسین ابن علی علیہ السلام کی سوانح عمری اور مصائب کربلا کے سچے اور صحیح [illegible]حالات جو نہایت ہی درد سے لکھے گئے ہیں ۔ نہایت خوشخط عمدہ قابل دید ۔ قیمت ۴ر

تذکرہ بابر

[illegible] بادشاہ غازی کی سوانح عمری اس شاہنشاہ عالی کا تذکرہ ہے جو ہندوستان میں مغلیہ خاندان کا بانی [illegible] کے اول درجہ [illegible] قیمت ۳ر

اور فقیروں سے جو اُس زمانہ میں تقدس اور نفس کشی اور زہد کے سبب مشہور تھے ملاقات کی
ناگور میں جو راجپوتانہ میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اُس کی ملاقات ایک بزرگ سید
یحییٰ بخاری صاحب صوفیہ سے ہوئی جو یہاں ایک تکیہ بنا کر [illegible] رہتے تھے۔
شیخ خضر پر اُن کا اثر ایسا ہوا کہ اب وہ اپنے وطن سیستان یا اپنے بزرگوں کے وطن عرب
جانیکا ارادہ کرتے۔ ایسی سوسائٹی کے چھوڑنے کو اُس کا دل نہ چاہتا تھا۔ اس لئے سید
یحییٰ بخاری کے اصرار سے اُس نے ناگور میں قیام کیا۔ یہاں ۹۱۱ ہجری میں شیخ مبارک
پیدا ہوا۔ بچپن میں اس نے اچھی تعلیم پائی۔ یہاں تک کہ ۱۴ برس کی عمر تک اس نے تمام
درسی کتابوں کی تحصیل تمام کر لی تھی۔ لیکن شیخ خضر ہمیشہ اپنے عزیزوں کا دھیان رکھتا
تھا جو سیستان میں آباد تھے اس لئے اُن کے ملنے کے لئے سندھ اور بلوچستان کے راستہ
سے سیستان جانا چاہتا تھا۔ [illegible] پہنچا ہی تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

شیخ مبارک نے غالباً ناگور میں انہیں بزرگوں کے ساتھ تربیت پائی۔ ابتدا میں
شیخ مبارک کو سید یحییٰ بخاری کے ساتھ نہایت عقیدت تھی۔ اس لئے اُس بزرگ سے
جہاں گردی اور سفر کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اُس زمانہ میں مسلمان بھی عمر بھر سیر و سیاحت
کرتے [illegible] لوگ ہر سفر کرتے ہوئے نئی نئی باتیں سیکھتے تھے اور یہ بات بھی یاد
رکھنا چاہئے کہ وہ کچھ زادِ راہ یا نقد روپیہ لیکر نہیں چلتے تھے [illegible] جو مشہور ہوتے تھے
اور جہاں وہ جاتے تھے بے شمار مہمان نواز ان کے [illegible] مہمان نوازی کے لئے
موجود رہتے تھے۔ لیکن شیخ یحییٰ صاحب نے بالفعل نوجوان مبارک کو اس ارادہ سے باز رکھا
شیخ یحییٰ اور ان کے جانشین شیخ عبداللہ وارثی کی وفات کے بعد شیخ مبارک نے
ناگور سے قدم باہر نکالا اور احمد آباد گجرات میں [illegible] آیا۔ اُس زمانہ میں ایک عالیشان
شہر تھا جہاں تمام ایشیا کی مختلف قوموں کے آدمی آباد تھے جہاں کی بیرونی تجارت
ہندوستان کے [illegible] شہروں سے زیادہ تھی اور جہاں بے شمار عالم اور فاضل آدمی ہمیشہ
موجود رہتے تھے۔ جو کچھ ہمارے زمانہ میں [illegible] ہے۔ وہ سلاطین گجرات کے زمانہ میں سورت
خاص درجہ اُس زمانہ میں احمد آباد کو حاصل تھا۔ یہاں آکر شیخ مبارک نے ہر مذہب کے
لوگوں سے تعارف حاصل کیا۔ اور حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شیعہ ان سب فرقوں کے
مذہبوں سے واقفیت پیدا کرکے درجہ اجتہاد حاصل کیا۔ [illegible] جس فرقہ کی جو بات اچھی

عمدہ خیال کی اُس نے اختیار کر لیا۔ یہی بات ہمیشہ اس کی زندگی کا اصول رہی ہے۔ تصوف کی کتابوں کا وہ اکثر مطالعہ کرتا تھا اور ہمیشہ اُن کو اپنے پاس رکھتا تھا کیونکہ وہ خود صوفیہ بزرگوں کی اولاد سے تھا اور اُس کی تعلیم و تربیت اسی خیالات کے لوگوں میں ہوئی تھی شیخ محی الدین ابن العربی کی حقائق۔ شیخ ابن فارس اور شیخ صدرالدین قونوی کی تصانیف زیادہ تر اس کے مطالعہ میں رہتی تھیں ؎

جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں یعنے شیخ مبارک کے گجرات میں رہنے کے زمانہ میں وہاں ایران کا ایک بہت بڑا فاضل وارد تھا جو ہمیشہ یہاں کے اہل علم فلسفہ اور دیگر علوم پر لکچر دیا کرتا تھا [illegible] ابوالفضل کی زبانی خطیب [illegible] تھا۔ وہ اس لیے [illegible] یا درس محقق طوسی کی تجرید۔ [illegible] کی شفا اور [illegible] بطلیموس کی [illegible] پڑھاتے تھے یہ موقع مبارک کے لیے بہت اچھا تھا اور وہ ان اسباق میں [illegible] شریک ہوتا تھا اس سے [illegible] اور تصوف ہی کی کتابوں سے سند لیا کرتا تھا۔ مختلف فنون کے اصول معلوم کیے تھے۔ [illegible] کے خیالات بھی وسیع ہو گئے۔ علم کے اس [illegible] ذخیرہ کو لیکر ۶ محرم عام سنہ ۹۵۰ ہجری میں [illegible] آگرہ میں داخل ہوا۔ شہر اس زمانہ میں ہندوستان کا دارالسلطنت سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ وہ زمانہ ہے۔ جب شیر خاں افغان نے عجیب و غریب لیاقت، دانش اور قومی ہمدردی سے ایک معمولی سپاہی کی حالت سے ترقی کرکے ہندوستان سے مغلوں کو نکالکر ایک افغانی سلطنت زبردست اور منتظم قائم کی تھی ۹۵۰ ہجری یا ۱۵۴۳ء میں شیخ مبارک مستقل طور سے آگرہ میں مقیم ہو گیا یہاں آہستہ آہستہ اُس نے شہرت حاصل کرنا شروع کی۔ بیشمار آدمی اُس کی ملاقات کو آتے تھے اور بہت سے اُس کے معتقد بھی ہو گئے تھے۔ بہت سے آدمی اُس کے پاس نذریں اور تحفے بھی لاتے تھے۔ لیکن یہ بہت کم لیتا تھا جو لوگ زیادہ اعتقاد کے ساتھ لاتے تھے اُن سے اپنی حاجت کے موافق قبول کر لیتا تھا ؎

یہاں شیخ مبارک صوفیوں ہی کی طرح نہ رہتا تھا بلکہ طالبعلموں کو درس بھی دیتا تھا اور یہیں سے اُس کی بے تعصبی اور صلح کل خیالات لوگوں میں پھیلے جاتے تھے اور وہ اُس زمانہ کے صوفیہ کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ اُس کی شہرت و نیکنامی کی وجہ سے

شیر شاہ اور سلیم شاہ نے اپنے اپنے عہد میں شیخ سے جاگیر قبول کرنے کی درخواست کی اور اگرچہ اُس کی معاش بہت قلیل تھی اور اُس زمانہ میں علماء اور فقراء بادشاہوں اور امیروں سے جاگیریں اور دیہات قبول کرنے میں انکار بھی نہ کرتے تھے لیکن شیخ نے شکریہ کے ساتھ انکار کیا ۔

۹۶۲ ہجری بمطابق ۱۵۵۵ء میں جب ہمایوں دوبارہ ہندوستان میں آیا اور دہلی اور آگرہ پر قبضہ کر لیا تو اُس کے ساتھ ایران اور عراق کے بہت سے مجتہدین آئے اور اُن سے شیخ مبارک کی مجلس اور بھی گرم ہو گئی۔ یہ لوگ عموماً صاحب ذوق اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور شاعری تصوف وغیرہ کا اُن کو اچھا سلیقہ ہوتا ہے۔ ان کے آنے سے افغانوں کے تعصب کا زور کم ہو گیا۔ بلکہ شیخ نے کھلم کھلا صلح کل کے خیالات شائع کرنے شروع کئے ۔

جب ہمایوں کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہیمو نے اُس کے جانشینوں سے آگرہ پر قبضہ کر لیا تو شیخ اور اُس کے ہمراہیوں کو اس تبدیل حکومت سے سخت ایذا پہنچی۔ لیکن شیخ کی نیکنامی اس قدر تھی کہ اُس کی ایذا سے [illegible] سنت کو اندیشہ ہوا۔ اس لئے ہیمو نے چند معقول آدمیوں کو معذرت خواہی کے لئے شیخ کے پاس بھیجا اور شیخ کی سفارش سے بہت سے آدمیوں کی جان بچ گئی ۔

آخر کار ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء میں اکبر ۱۳ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر بیٹھا چار سال تک اُس کو کاروبار سلطنت سے زیادہ تعلق نہیں تھا اس کا اتالیق بیرم خاں تمام کام نہایت مستعدی اور لیاقت سے انجام دیتا تھا۔ بیرم خاں کے زوال کے بعد اکبر پر علمائے اسلام کا بہت اثر رہا لیکن افسوس ہے کہ اُس کے ساتھ ہی یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان علمائے اسلام کا گروہ نہایت متعصب تھا اور اکبر کی بیدینی کا الزام زیادہ تر انہیں کی گردن پر ہے۔ یہ لوگ شیخ مبارک کی شہرت اور اثر کے پھیلنے سے نہایت جلتے تھے۔ اور اُس وقت جبکہ شہنشاہ ہندوستان کی طبیعت پر اُن کو پورا اقتدار حاصل تھا انہوں نے اس کے ستانے اور ضرر پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آگرہ کے سب مولوی ہمیشہ سے اُس کے دشمن چلے آتے تھے انہوں نے اُن کو ایک عمدہ [illegible] مبارک اور اُس کے خاندان کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر ڈالیں ۔

[illegible] زمانہ میں ہندوستان میں ایک عجیب و غریب فرقہ کا بہت چرچا تھا سلیم شاہ کے

زمانہ میں جب ہمایوں ہندوستان سے نکالا پھرتا تھا ایک شخص میر سید محمد جونپوری کو اس کے مرید مہدی موعود کہتے تھے اور اس کے علم و فضل و رشد و ہدایت اور چال و چلن کی سب سے زیادہ تعریف کر کے بہت سے لوگوں کو معتقد کر لیتے تھے۔ شیخ علائی ایک نیک چلن اور نیک جوان بھی اس فرقہ یا سلسلہ مہدویہ میں شامل تھا۔ شیخ مبارک بھی اس نوجوان سے عقیدت رکھتا تھا اگرچہ شیخ اس کو بہت سمجھاتا تھا لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ آخر کار اس مشہور مہدوی اور شیخ کی ملاقات کے سبب سے علماء اس کو مہدوی کہنے لگے۔ مہدوی اس زمانہ میں سلطنت کے دشمن سمجھے جاتے تھے جیسے کہ وہ ہر زمانہ میں سمجھے جاتے ہیں۔ ملاؤں نے مسجدوں پر حملے کرنے شروع کئے اور مبارک کو مہدوی، بدعتی اور [illegible] کہتے تھے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب اکبر ہندوستان کے ہر فرقہ کے آدمیوں کو بادشاہی محل میں بلا کر مناظرہ کرایا کرتا تھا۔ اس نے مبارک و علماء کی بحثیں کرائیں۔ جب مبارک نے مہدوی ہونے سے انکار کیا اور علماء کو الزام پر الزام دینے شروع کئے تو ان کی عداوت کی آگ اور بھی بھڑک اٹھی۔ وہ اس پر مہدویت اور تشیع کا الزام لگاتے تھے۔ اس زمانہ میں بادشاہ تو لڑائیوں میں مصروف تھا اور آگرہ میں علماء اور مبارک کی بحث و تکرار روز بروز بڑھنے کے سبب مخدوم الملک نے ایک بڑی سازش کی۔ عوام کو اپنا ساتھی بنا لیا [illegible] لوگوں کو [illegible] بادشاہ کو ایسا بھڑکایا کہ آخرکار شیخ مبارک [illegible] کے سرداروں کو اختیار دے دیا۔

بادشاہ سے اجازت پا کر شیخ [illegible] مخدوم الملک نے جو اس زمانہ میں مذہبی گروہ کا سردار تھا اور جس کو وہی اختیارات حاصل تھے جو قسطنطنیہ میں شیخ الاسلام کو اور ایران میں مجتہد باشی (مجتہد شاہی) کو ہوتے ہیں۔ مبارک کے گھر پر ایک بے شمار گروہ کو بھیجا کہ مبارک اور اس کے بیٹوں کو پکڑ لائیں۔ مبارک کے دوستوں نے اس کو بھی خبر دی اور گو اس نے بھاگنے سے انکار کیا مگر اس کے دوستوں نے اس کو زبردستی وہاں سے نکال کر ایک محفوظ جگہ پر پہنچا دیا۔ جب آدمی اس کے پکڑنے کے لئے اس کے مکان پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ پرندہ اڑ گیا ہے اور اس سے انتقام نہیں لے سکتے اس لئے علماء نے بنا بر عداوت اس کی مسجد کے منبر کو جہاں بیٹھ کر وہ وعظ کیا کرتا تھا اور اس منبر کو مسمار کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۹۸۰ ہجری میں واقع ہوا۔

یہ زمانہ وہ ہے جس میں شیخ مبارک اور اس کے بیٹوں کی آئندہ عظمت کی بنیاد پڑی۔ اگرچہ شیخ کو اس زمانہ میں نہایت [illegible] کی سختیاں اور مصیبتیں جھیلنی پڑیں لیکن [illegible]

شہنشاہی کی بنیاد پڑی تھی۔ اس واقعہ کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اس سے سلطنت مغلیہ بلکہ سلطنت ہائے ہند کی آیندہ سو برس کی پالیسی پر بہت بڑا اثر پڑا۔

اب شیخ چونکہ بادشاہی حکم کے خلاف بھاگا تھا اور بادشاہی حکام اس کو ہمیشہ پکڑ سکتے تھے اس لیئے اس کو سخت مشکلیں پیش آئیں جس گانوں میں وہ جاتا تھا اور وہاں ایک آدمی بھی مخالف جماعت کا موجود ہوتا تھا تو وہاں سے بھاگ کر دوسری جگہ چلا جاتا تھا غرض اسی طرح مصیبتیں جھیلتا ہوا شیخ سلیم چشتی کے پاس پہنچا جو اس زمانہ میں بادشاہ کا پیر تھا اور جس کی دعا سے جہانگیر پیدا ہوا تھا۔ شیخ نے کچھ زاد سفر دیا۔ گجرات جانے کی صلاح دی۔ وہ فوراً گجرات کی طرف روانہ ہوا جہاں اس نے اپنی زندگی کا عمدہ حصہ یعنے طالبعلمی کا زمانہ بسر کیا تھا۔ مرزا عزیز کوکہ نے یہاں اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا بہت خاطرداری کی اور بادشاہ تک سفارش کی۔ مرزا عزیز کوکا نے بادشاہ کو کہا کہ شیخ مبارک ایک عالم اور پرہیزگار آدمی ہے۔ اس کے بیٹے ہوشیار اور لائق ہیں۔ انعام میں اس کو کوئی جاگیر نہیں ملی۔ پھر اس کے ستانے اور جگہ جگہ تعاقب کرنے سے کیا حاصل؟ غرض بادشاہ نے شیخ مبارک کو اپنے دربار میں بلایا اور شیخ فیضی بھی جس کی شاعری نے شہرت پائی تھی اس کے ساتھ آیا۔ یہ ملاقات نہایت تپاک سے ہوئی۔ اور فیضی بادشاہ کے پاس رہ گیا۔ مبارک نے اپنے دوسرے بیٹے ابوالفضل کو جس کی عمر اس وقت بیس برس کی تھی دربار میں پیش کرنا مناسب خیال نہیں کیا۔

اب شیخ مبارک آرام سے بیٹھا اور چوبیس برس تک اپنے لائق اور ہونہار بیٹوں کی ترقی کو شکر اور خوشی سے دیکھتا رہا۔ وہ ہمیشہ اس کا حکم مانتے تھے اور بڑے بڑے کام بغیر اس کی صلاح اور نصیحت کے نہ کرتے تھے۔ سنہ ۱۰۰۱ ہجری میں جبکہ اس کے بیٹے سلطنت کے سب سے اعلے عہدوں پر سرفراز تھے اور وہ ان کا اقتدار اپنی آنکھ سے دیکھ چکا تھا۔ ۱۷ ذیقعدہ کو یہ عالم نیک اور بڑا آدمی نہایت اطمینان سے اس جہان سے گذر گیا۔

مبارک ایک سنجیدہ اور پرہیزگار آدمی تھا۔ گو اس کا باپ سیستان کا باشندہ تھا اور اس کے بزرگ عرب سے آئے تھے لیکن وہ خود ہندوستان میں پیدا ہوا تھا۔ اس لیئے عبدالقادر بدایونی اور دیگر تاریخ نویسوں نے اس کو ناگوری لکھا ہے مگر فی الحقیقت وہ سیستانی ہے۔ بچپن میں اس نے معقول تعلیم پائی تھی۔ اور بڑے ہو کر اس نے ہر مذہب اور ہر علم کے اصول سے واقفیت پیدا کی [illegible] تھا کہ اس کے خیالات وسیع اور اصول [illegible] ہمدردی عام [illegible]

اور چونکہ ہر فرقہ کے آدمیوں سے تپاک سے ملتا تھا اور اُن کو مستقل نگاہ سے دیکھتا تھا اس لئے ہر مذہب کے متعصب آدمی اُس کے ساتھ عداوت رکھتے تھے۔ وہ بہت بڑا عالم بھی تھا اور متقی صوفی بھی۔ جیسا کہ عبدالقادر بدایونی کی تاریخ میں اُس کی مسجد کے منبر گرانے کے حال سے معلوم ہوتا ہے واعظ بھی تھا اور طلباء کو مختلف علوم پر درس بھی دیا کرتا تھا۔ اُس کا گھر درویشوں اور خدا پرستوں کی خانقاہ تھی جہاں وہ اور اُس کے بیٹے اور ستر آدمی آ کر رہتے تھے۔ انہیں میں عبدالقادر بدایونی بھی تھا۔ جو ابوالفضل اور فیضی کا سب سے بڑا دشمن ہوا ہے۔ اور جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ یہ ستر آدمی نہایت قناعت اور کفایت شعاری سے باپ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور بعض وقت جب کچھ اور میسر نہ آتا تھا۔ تو گیہوں ابال کر کھا لیتے تھے۔ اور دن رات فقیروں کی طرح خدا کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔ ایسی ایسی باتوں سے لوگ اس پر دعا اور کیمیا کا گمان کرنے لگے تھے۔ لیکن بعد میں جب اُس کا بیٹا ملک الشعرا اور دوسرا وزیر اعظم ہو گیا تو اس علم کا ان کو اور بھی یقین ہو گیا ہوگا ۔

مبارک کا مذہب ٹھیک ٹھیک طور سے معلوم نہیں۔ اس کے بزرگ سنی طور پر حنفی کہلاتے تھے اور صوفی تھے۔ وہ خود بھی صوفی۔ مگر راگ اور حال و قال سے اس کو نفرت تھی۔ اور اس وجہ سے صوفیوں کی مذمت کیا کرتا تھا۔ کسی فرقہ سے اس کو عناد نہ تھا۔ اور چونکہ شیعوں سے اکثر ملتا رہتا تھا اس لئے اکثر شیعہ ہونے کا گمان کرتے تھے۔ مگر ابوالفضل کہتا ہے کہ وہ شیعہ نہیں تھا۔ لیکن اس فرقہ کے اصول سے خوب واقف تھا۔ مگر دہریہ اور ملحد ہونے کا جو الزام اس پر لگایا گیا ہے بالکل غلط ہے۔ وہ اکثر خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ جو شخص اس کی زندگی اور ترقی کا غور سے مطالعہ کریگا وہ اس عجیب و غریب آدمی کی متانت استقلال۔ بے تعصبی اور علمیت سے متحیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔

ابوالفضل کی پیدائش اور بچپن

جس زمانہ میں مبارک مستقل طور سے آگرہ میں مقیم ہو گیا تھا۔ اُس کے گھر میں اتوار کی رات ۶ محرم ۹۵۸ھ کو ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام علامہ ابوالفضل خطیب کازرونی کے نام پر ابوالفضل رکھا گیا۔ یہ مبارک کا پہلا بیٹا نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے ۹۵۴ھ میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اپنے پیر کے نام پر مبارک نے ابوالفیض رکھا تھا۔

جب اس بچہ کی عمر ڈیڑھ برس کی ہوئی تو وہ خوب باتیں کرتا تھا۔ اور سب آدمی اسکی ہوشیاری سے متعجب ہوتے تھے۔ پانچ برس کی عمر میں بہت ہوشیار ہوگیا اور اس کے باپ شیخ مبارک نے جس نے اپنی آئندہ امیدیں انہیں دونوں بیٹوں پر باندھ رکھی تھیں اسکی تعلیم شروع کی بیٹا اور باپ دونوں نہایت احتیاط سے اسکی نگرانی کرتے تھے۔ اور علم والوں اور بری صحبت سے ہمیشہ بچاتے رہتے تھے۔ اور اس نے کئی جگہ اپنی کامیابی کی وجہ اپنے باپ کی لیاقت اور ماں کی سلامت روی کو بیان کیا ہے چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے ۔

ابتدا بر مادرم بایک نیاز یدم چو طفلاں   زانکہ ہم مکتب تفہیم بود وہم بابائے من

ابوالفضل کو بچپن ہی سے اس زمانہ کے طریقہ تعلیم سے نفرت تھی۔ اور جس طریقے سے بچوں کو پڑھایا جاتا تھا اور جو کتابیں عام استعمال سے ان کی ابتدائی تعلیم کا جزو قرار پا گئی تھیں۔ کم عمر ابوالفضل ان کو جی لگا کر نہ پڑھتا تھا۔ اکثر آدمی جو آئندہ بڑے بڑے عالم اور مصنف اور لکھنے والے ہوتے ہیں وہ معمولی درسی کتابوں پر توجہ نہ کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی درسی کتابیں بے ترتیب ہوتی جیسا کہ ہمارے مکتبوں میں کچھ عرصہ گذرا کہ حروف تہجی کے بعد محمود نامہ شروع کرا دیتے تھے۔ غرض کچھ تو سبب جو ابوالفضل زندہ دلی اور شوق سے نہ پڑھتا تھا۔ یہ حال دیکھا تو باپ نے اپنے بیٹے کی تعلیم کیلئے اپنے اوپر محنت شاقہ اختیار کی۔ شیخ مبارک ہر مضمون پر جو اسکو پڑھانا منظور ہوتا تھا ایک رسالہ لکھ کر ابوالفضل کو دیتا تھا لیکن اس پر بھی اس نے کوئی معتد بہ ترقی نہیں کی۔ بہر بات پر اس کے دل میں شکوک شبہات پیدا ہوتے تھے۔ ذہانت کا یہ حال تھا کہ جو بات کورس کتب درسی میں ہوتی تھی اس کے خیال میں بہت سے اعتراضات اس پر آتے تھے لیکن کم عمری حیا اور شرم سے کچھ پوچھ نہ سکتا تھا۔ جب سبق پڑھ کر گھر آتا تو اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا اور روتا تھا کہ میں کیا پڑھ کر آیا ہوں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اور ہر بات پر اکثر اعتراضات وارد ہوتے تھے۔ جب استاد سے کوئی سوال کرنے کو ہوتا تھا تو جرات نہ ہوتی تھی اور ہکلانے لگتا تھا۔ آخر کار اس کی دوستی ایک ہم عمر سے ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ مدرسہ میں داخل ہو کر باقاعدہ طور سے پڑھنے لگا۔ غرض رفتہ رفتہ تمام درسی کتابیں جن کا پڑھنا اس زمانہ میں طالب علم کے لئے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اس نے پڑھ لیں۔ [illegible]
[illegible] آج کل کی [illegible]

اس زمانہ میں اُس کی ایسی لیاقت تھی کہ ہر مضمون پر عمدگی سے بحث کر سکتا تھا اور جس کتاب کو اُس نے کبھی نہیں پڑھا تھا اُسکے مضمون پڑھے ہوئے سے اچھے جانتا تھا۔ اس کا سبب زیادہ تر یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے باپ مبارک اور اپنے بڑے بھائی فیضی کے پاس رہتا تھا۔ جہاں ہمیشہ علم کا چرچا رہتا تھا اور عالم آدمی آتے رہتے تھے۔ اس سے اُس کی بلند نظری اور حوصلہ اور بھی بڑھتا رہتا تھا اور اسی زمانہ میں اُس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی کہ اپنے باپ اور بھائی کی طرح میں بھی ایک بڑا آدمی بن جاؤں۔ اپنے باپ اور بزرگوں کی تعلیم سے اس کی طبیعت میں جو مردہ اور پست ہوئی تھی جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا اور گو
۹۷۳ھ / ۱۵۶۶ع میں وہ معمولی تحصیل تمام کر چکا تھا۔ لیکن اصلی لیاقت اور علم کی اُس میں اب تک کمی تھی۔ اس لئے وہ رسالے اور خلاصے جو باپ اُس کے لیے لکھے تھے اُس نے اب دوبارہ دیکھے اس مرتبہ وہ خوب ہی سمجھ میں آتے تھے۔ اور اُن سے اُس کو بہت بڑا فائدہ ہوا۔ اب وہ دل و جان سے لکھنے پڑھنے اور بڑے بڑے مصنفوں کی کتابیں دیکھنے پر آمادہ ہو گیا آئندہ نو دس سال یعنے چوبیس برس کی عمر تک اُس نے گویا ایک کتب خانہ میں زندگی بسر کی۔ جس جوش اور ارادہ سے وہ اس میں مشغول رہا اور کتابوں کے مطالعہ کرنے میں جو محنت شاق اُس نے اٹھائی اگر اُس کا پورا پورا بیان کیا جاوے تو مبالغہ معلوم ہوتا ہے +

اس کے باپ کے کتب خانہ میں بہت سی نایاب اور مفید کتابوں کا ذخیرہ تھا اور اس کے بڑے بھائی فیضی کو بھی کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا فیضی کی وفات پر اسکے کتب خانہ میں (۴۶۰۰) چار ہزار چھ سو کتابیں پائی گئیں۔ جن نعمتوں کا ابوالفضل نے خدا کی جناب میں شکر ادا کیا ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مجھ کو طالب علمی کے زمانہ میں نایاب و مفید کتابیں دیکھنے کا موقع ملا۔ اور کسی سے مانگنے کی ذلت نہیں اٹھانی پڑی غرض ۱۵ برس کی عمر سے اس نے تحصیل تمام کی ۲۴ برس کی عمر تک اُس نے ایک قسم کی دماغی زندگی (انٹلیکچول لایف) بسر کی۔ دو دو دن تک کھانا نہ کھاتا تھا۔ اور کتاب مشغول رہتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر لوگوں کو نہایت تعجب ہوتا تھا تو وہ اُن کو یہ جواب دیا کرتا تھا کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے اور عرصہ تک کھانا نہیں کھاتا اور نہ پانی پیتا ہے تو تم اُس کے زندہ رہنے پر تعجب نہیں کرتے میرے نہ کھانے پر کیوں متعجب ہوتے ہو +

اس زمانہ میں وہ زیادہ تر تصوف اور اخلاق کی کتابیں دیکھتا تھا اور اُس کا اثر اُس کی آئندہ تحریروں اور تصنیفوں میں پایا جاتا ہے۔ پڑھنے پڑھانے اور بحث کرنے کے [illegible]

کتابیں اُن کو یاد ہو گئی تھیں۔ یہ کوئی ناممکن بات نہیں۔ کہتے ہیں کہ انگلستان کے بڑے مصنف اور مدبر لارڈ مکالے کو نو برس کی عمر میں سروالٹر اسکاٹ کی نظم [illegible] حفظ تھی۔ اور بہت سے لوگوں کا یہ قول تھا کہ اگر ملٹن کا کل کلام فوت ہو جاوے۔ تو مکالے اُس کی تمام جلدیں اپنے حافظہ سے لکھ سکتا ہے۔ یہی حال ہمارے ابوالفضل کا تھا +

اُس کی جودت اور ذہانت کا یہ حال تھا کہ اکثر قدما کے کلام اُن کی تصانیف اور راویوں پر اعتراض کر بیٹھتا تھا اور جیسا کہ دستور ہے لوگ ایک لڑکے اور نوجوان طالب علم کو بڑے آدمیوں پر اعتراض کرتے دیکھ کر ہنستے تھے اور بیچارے ابوالفضل کی ہنسی اڑاتے تھے۔ بعض آدمی خیال کرتے تھے کہ زیادہ پڑھنے سے اُس کے دماغ میں فتور ہو گیا ہے۔ بعض اس کا سبب غرور اور جہل مرکب بتاتے تھے۔ نا تجربہ کاری کے سبب ایسی ایسی باتوں پر ابوالفضل کو نہایت غصہ آتا تھا اور اپنے دل میں پیچ و تاب کھا کر خاموش رہتا تھا۔ وہ کبھی کبھی اور طالب علموں سے بحث کر کے اُن کو عاجز کر دیتا تھا۔ اس کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس میں کس قدر نخوت اور خود بینی پیدا ہو گئی تھی اور وہ اور آدمیوں کو جاہل مطلق خیال کرتا تھا لیکن اس ضعف کا علاج بعد میں شیخ مبارک نے کر دیا +

مُلّا سعد الدین تفتازانی کی کتاب پر جس کو مطول کہتے ہیں میر سید شریف کا ایک حاشیہ ہے جس کو میر کہتے ہیں۔ ابوالفضل اس پر بہت اعتراض کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس کے ایک دوست نے ان اعتراضات کو قلمبند بھی کر لیا تھا۔ ایک دن اسی کتاب پر خواجہ ابوالقاسم کا حاشیہ ہاتھ لگا۔ اس میں دیکھا تو بہت سے وہی اعتراضات ہیں جو ابوالفضل کیا کرتا تھا۔ ایسی ایسی باتوں سے لوگوں کی رائے اس کی نسبت بدلنے لگی اور وہ اور اور نظروں سے دیکھنے لگے اور ابوالفضل بجائے ایک بیوقوف اور گھمنڈی طالب علم کی جگہ ایک ذہین اور مستعد طالب علم اُن کو نظر آنے لگا +

اس کے حافظہ کا حال یہ تھا کہ طالب علمی کے زمانہ میں اس نے فاضل اصفہانی کا حاشیہ دیکھا تھا۔ ایک شخص کے پاس یہی حاشیہ اصفہانی موجود تھا۔ لیکن نصف سے زیادہ [illegible] گیا تھا اور لوگ اُس سے فائدہ اٹھانے سے محروم تھے۔ ابوالفضل [illegible] بوسیدہ ورقوں کو الگ کر کے اُن کی جگہ [illegible] تھا اُس کو [illegible] سے لکھنا شروع کیا [illegible]

کے بعد جب پہلی کتاب چھپ گئی تو چھانٹ گئی۔ جب لوگوں سے مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ فقط ترتیب میں فرق تھا۔ چار لفظ قریب المعنے تھے اور باقی سب حرف بحرف صحیح تھا۔ اس سے لوگوں کو نہایت ہی تعجب ہوا اور وہ نوجوان ابوالفضل کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے ✦

ابوالفضل کا دربار شاہی میں داخل ہو کر ترقی کرنا

جب ۹۷۴ھ / ۱۵۶۷ء میں شیخ مبارک اور اس کے خاندان کی بادشاہ سے موافقت ہو گئی تو ان دونوں بھائیوں کے لئے ترقی کرنے کے واسطے ایک وسیع میدان کھل گیا۔ فیضی کو بادشاہ نے اپنے دربار کے شاعروں میں مقرر کیا اور اس نے وہاں لٹریچر اور شاعری میں جو جو کارنمایاں کئے ہیں وہ دنیا پر پوشیدہ نہیں۔ فیضی نے اکبر کے دربار میں جہاں ایشیا کے تمام فارسی بولنے والے ملکوں کے بڑے بڑے شاعر موجود تھے۔ ملک الشعراء کا خطاب اور درجہ پایا۔ اور سنسکرت کے لٹریچر کا دروازہ مسلمانوں پر کھول دیا جس سے مسلمان بہت کم مستفید ہوئے تھے اور جو لوگ اس سے واقف تھے وہ بھی کوئی بڑی تصنیف چھوڑ کر نہ گئے تھے۔ سنسکرت کی بیشمار کتابوں کا ترجمہ فیضی نے خود کیا یا اُن کو صحیح کیا۔ بعض مصنفوں نے فیضی کی نسبت ایک عجیب حکایت لکھی ہے جس کی [illegible] اکثر ذکر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ بنارس میں ایک پنڈت ... میں جو ایک مشہور فاضل ہے سنسکرت کی تحصیل کی کچھ عرصہ کے بعد یہ بات اس پنڈت پر کھل گئی اور رنج و غصہ سے اُس نے خودکشی کا ارادہ کیا۔ فیضی نے مشکل سے اپنے اُستاد کو اس عزم سے باز رکھا مگر اس شرط پر ہندوؤں کے مقدس ویدوں کا ترجمہ کبھی نہ کرے ✦ فیضی نے اس شرط کو دیانتداری سے پورا کیا ✦

غرض فیضی کی بادشاہ کے دربار میں بڑی شہرت تھی اور سنسکرت کی بڑی بڑی کتابوں کا ترجمہ کرنا اُس کے سپرد تھا۔ ۹۸۱ھ / ۱۵۷۵ء میں اس نے اپنے چھوٹے بھائی ابوالفضل کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا۔ اُس وقت ابوالفضل کی عمر صرف ۲۴ سال کی تھی اور اس سے پہلے اکبر کی ۱۷ سال اس کے دربار شاہی میں آنے کے متعلق ہوا تھا۔

ملاحظہ بیشک [illegible] میں [illegible] مصنف [illegible]

دیکھو [illegible] لندن [illegible]

[illegible] بیان میں لکھا ہے کہ اُس زمانے میں ابوالفضل جس کے علم و فضل کا شہرہ ہندوستان تھا دربار میں گیا اور بادشاہ کی اُس پر بہت عنایت ہوئی ؂

معلوم ہوتا ہے کہ اس سال ابوالفضل کو کوئی خدمت سپرد نہیں ہوئی تھی۔ وہ صرف اپنے بھائی فیضی کے یہاں آیا تھا اور اُس نے دربار میں اپنی [illegible] کی تھی۔ دوسرے سال ابوالفضل پھر اکبر کے دربار میں آیا۔ اس وقت اس کی شہرت ہندوستان کے اطراف و اکناف میں پھیل گئی تھی۔ اس سال کے واقعات میں بدایونی لکھتا ہے کہ ابوالفضل جس کو اب علامی کہتے ہیں دوبارہ دربار میں آیا۔ اس نے تمام جہان میں شہرت حاصل کی اور چراغ دن کو جلایا۔ اب کی بار ابوالفضل نے آیت الکرسی کی تفسیر جو خود اُس نے لکھی تھی پیش کی۔ اس کا بہت چرچا ہوا اور لوگ اس نوجوان شخص کی یہ لیاقت اور شہرت دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ چنانچہ عبدالقادر بدایونی لکھتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تفسیر اس کے باپ نے لکھی ہے ؂

دربار میں آتے ہی اُس کی شہرت دفعتاً تمام ہندوستان میں پھیل گئی۔ تمام علماء اور امرا اس سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے اس کی ہر تصنیف اور انشا کو سرقہ بتایا اور کہا کہ یہ اس کے باپ مبارک کی تصنیف ہے۔ دربار کے فضلا نے جلسے کئے اور اس کو بلا کر بڑے بڑے مباحثے کئے لیکن مباحثوں سے اُن کو اور بھی نقصان پہنچا۔ سب کو معلوم ہو گیا کہ دربار کے لائق آدمیوں میں ابوالفضل سب سے زیادہ لائق ہے ؂

ہر شخص کو جب وہ دنیا میں قدم رکھتا ہے اور اپنی زندگی کی رفتار شروع کرتا ہے لوگوں کے دلوں پر اپنی دیانت اور لیاقت کا سکہ جمانے کے لئے ایک عرصہ درکار ہوتا ہے وہ بہت آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے عہدوں سے ترقی کر کے بڑے بڑے عہدوں تک پہنچتا ہے۔ لیکن ابوالفضل کی برتری کا ثبوت بہت جلد ہو گیا۔ اس نے بہت تھوڑے عرصہ میں بادشاہ کے دربار میں بلکہ اس سے بھی زیادہ بادشاہ کے دل میں اپنی عظمت و عزت قائم کر دی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابوالفضل نے اس قدر شہرت و ترقی اپنی قوت بازو یعنی اپنی لیاقت اور ہوشیاری سے حاصل کی۔ وہ ایک [illegible] کہ بیٹھے بٹھائے کسی کی سفارش کے خود بادشاہ کی عنایت سے [illegible] لیکن [illegible] صرف علم و فضل یا [illegible] کے زور سے [illegible]

سلطنت کے اعلیٰ ترین عہدے پر نہ پہنچ سکتا تھا وزارت اور خصوصاً وزیر اعظم کا عہدہ مسلمانوں میں صرف علم و فضل کی تخصیص سے بھی نہ دیا جاتا تھا۔ اور خصوصاً اس عہد میں جس میں ابوالفضل پیدا ہوا تھا۔ اکبر جو اُس وقت ہندوستان کے تخت سلطنت پر تھا ایسا مشہور بادشاہ ہے اس کے حالات بیان کرنے کی یہاں [illegible] ضرورت نہیں لیکن اس کی لیاقت اور خصلت کا [illegible] فارسی اور [illegible] ملتی کرتے ہیں۔ وہ ایک نیک طبیعت [illegible] مرد [illegible] تھا وہ ذہین بھی تھا۔ مگر جاہل۔ بہادر بھی تھا [illegible] اس سے [illegible] یافتہ نہ ہونے کا نتیجہ تھا۔ چار سال تک وہ بیرم خاں کی [illegible] میں رہا۔ جب [illegible] کی [illegible] خود مختار ہونا چاہا تو [illegible] اُس کو اپنے امرا اور [illegible] حکومت لڑائیاں لڑنی پڑیں اس سے وہ چست و چالاک [illegible] ہو گیا تھا۔ [illegible] سب آدمیوں سے زیادہ جلد اثر پڑتا تھا۔ ایک [illegible] اثر میں تھا جو ہمیشہ غیر قوموں اور غیر مذہبوں کو اور [illegible] اپنے فرائض مذہبی اور اعمال حسنہ سے [illegible] تھے۔ اس کے بعد مدت [illegible] چشتی اور سلیم چشتی کا اعتقاد رکھتا تھا [illegible] کا اثر [illegible] وزیر اعظم [illegible] کے لئے علمی لیاقت کافی نہیں ہو سکتی۔ اکبر بیشک عالموں کی قدر [illegible] دیتا تھا محبت سے اور تعظیم سے اُن کے ساتھ ملتا تھا لیکن اُن کا کام سلطنت کے [illegible] کتاب [illegible] تصنیف و ترجمہ کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ ابوالفضل نے آخر کار اس روک کو دور کیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ دربار میں داخل ہوتے ہی اس کا مقصد [illegible] ایک خاص بات تھی۔ وہ یہ ہے کہ وزیر اعظم کے درجہ تک پہنچے اس لئے اس کی کوشش [illegible] کی جانب ہوتی تھی۔ لیکن یہاں ہندوستان میں اس کے لئے ہتھیاری، مذہبی اور علمی لیاقت سے بھی زیادہ ایک اور چیز کی ضرورت تھی وہ [illegible] ہے۔ بادشاہ ایک غیر زبان بولنے والی قوم جس کا مذہب معاشرت اور خیالات بالکل علیحدہ بلکہ بعض حالتوں میں متضاد ہوتے تھے حکومت کرتے تھے۔ ایسی سلطنت کے قیام کے لئے زبردست فوجی طاقت کا ہونا ضروری تھا جو ہر موقع پر مخالف طاقتوں کو جو اُس کے مقابل میں صف آرا

[illegible] پر کرنے میں بھی پیچھے نہ رہا [illegible] جن پر تمام کاروبار سلطنت کا مدار ہوتا تھا
[illegible] بڑے بڑے سپاہی سپہ سالار ہوتے تھے۔

لیکن ابوالفضل کی تمام عمر گویا ایک کتب خانہ اور خانقاہ میں گذری تھی۔ اس کا دماغ کتابوں نے کھا لیا تھا۔ وہ خود اپنی نسبت ایک جگہ لکھتا ہے۔

دو دو چراغ خوردہ شب تو دہ ام بروز معذورم از نماند دماغ طراوتی

(یعنے چراغ کا دھواں کھا کر (مطالعہ کرکے) رات سے صبح کی ہے۔ اگر میرے دماغ میں تازگی اور طراوت نہ ہو تو میں معذور ہوں۔ مگر اس کا جسم قدرتاً توانا تھا اور مضبوط۔ وہ جسمانی اور دماغی محنت کی برداشت کر سکتا ہے۔ اگر کافی محنت اور سختی گوارا کی جاوے تو ہر کام میں جس میں انسان کامیاب ہو سکے وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اب اس نے دربار میں داخل ہوتے ہی وہ فنون جنگ سیکھنے شروع کئے جو اس زمانہ کے لحاظ سے عمدہ سمجھے جاتے تھے۔ اور ان کے حاصل کرنے میں اس نے کوئی محنت باقی نہ چھوڑی۔ تلوار۔ بندوق۔ تیر اور سب ہتھیاروں کا استعمال کرنا۔ گھوڑے پر سوار ہونا۔ اور لمبے لمبے کوچ کرنے کا عادی ہونا۔ کھانے اور پینے کی تکلیف برداشت کرنا غرض تمام فن سپاہیوں کے لئے ضروری تھے سیکھے۔ اب اس کی یہ خواہش تھی کہ مجھ کو کسی [illegible] یا دکن کے جنگلوں میں بھیجا جاوے اور وہاں بھی سپہ سالاری اور لیاقت حربی دکھانے کا موقع ملے۔ اور وہاں [illegible] دشمنوں پر فتوحات کر سکے۔ اور کارنمایاں دکھا کے وزیر اعظم کے عہدہ کا استحقاق حاصل کرے لیکن اس کی یہ خواہش پوری ہوئی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد بغیر کسی سپہ گری کے انعام کے مل گیا جس طریقہ سے ابوالفضل نے مختلف عہدوں پر ترقی پائی اس کا مفصل حال [illegible] [illegible] ہجری میں یعنے دربار میں داخل ہونے کے [illegible] سال بعد جب اس کی عمر ۴۲ سال کی تھی وہ ہندوستان میں سب سے زیادہ معزز عہدہ پا گیا [illegible] اور وزارت میں اس کا درجہ سب سے برتر تھا۔

ابوالفضل منشی اور مصنف

[illegible] نے غیر ممالک کے فاضل [illegible] فارسی
زبان کا قائل تسلیم کرتے گویا ایک قومی ہتک سمجھتے ہیں۔ اور ہندوستان [illegible] کی عزت
یکساں ہوتی ہے۔ اردو۔ فارسی زبان کا ایک مسلّم منشی مانا جاتا ہے [illegible]
فارسی دانی ہندوستان میں موجود ہیں وہ ابوالفضل کا خطاب دیتے ہیں اور اس کو
فارسی زبان پر سب سے زیادہ قادر مانتے ہیں۔ اس کے رقعات اور تحریریں اس کے
بھانجے عبدالصمد ابن افضل محمد نے ایک بڑی جلد میں جمع کئے ہیں اور ان کو تین
دفتروں پر تقسیم کیا ہے۔ پہلے دفتر میں وہ نامے ہیں جو شہنشاہ ہندوستان کی
طرف سے ایران۔ توران یا دکن کے بادشاہوں اور شرفائے ملک کے نام لکھے گئے
ہیں۔ یا بادشاہی فرمان اور سرکلر ہیں جو سلطنت کے تمام صوبہ داروں عہدہ داروں
شہزادوں کے پاس روانہ کئے ہیں دوسرے دفتر میں وہ عرائض اور خطوط ہیں جو ابوالفضل
نے اکبر یا شہزادوں اور اپنے دوستوں کے نام لکھے ہیں۔ اور اسی مجموعہ میں وہ خط ہیں جو
نہایت اقبالمندی کے زمانہ میں عجز و انکسار محبت اور مروت کے ظاہر کرنے کے لئے
اس نے اپنے باپ شیخ مبارک کو لکھے ہیں۔ تیسرے دفتر میں ابوالفضل کے بعض
تصانیف کے دیباچے۔ کتابوں کے انتخاب [illegible] کی شرح [illegible] ابوالفضل
کی رائے۔ اور [illegible] مضامین (ایسے) ہیں جن میں لارڈ بیکن کی طرح وہ کسی اخلاقی یا علمی
مسئلہ پر اپنی رائے لکھتا ہے۔ اور لوگوں کو نصیحت کرتا ہے۔

یہ مجموعہ [illegible] کو سہ دفتر ابوالفضل کہتے ہیں۔ یہ فارسی کا پہلا مجموعہ ہے جس میں
ایک [illegible] آدمی کی سرکاری اور ذاتی تحریریں اور خط پبلک کے سامنے لائے گئے ہیں۔
ابوالفضل کا طرز تحریر جاننے والے سب نے تسلیم کر لیا ہے اور سلطنت کے فرمانوں
اور رقعوں میں ابوالفضل کا کلام معیار قرار دیا گیا ہے۔ آئندہ بادشاہوں کے عہد
میں امیروں کے خطوط میں۔ غریبوں کی عرضیوں میں۔ بادشاہوں کے آپس کے نامہ
و پیام میں [illegible] ابوالفضل پایا جاتا ہے۔ [illegible] کے زمانے سے جب ابوالفضل
[illegible]

[illegible]

فارسی زبان کو دفتروں سے موقوف کیا۔ دفتروں کی زبان ابو الفضل کی زبان تھی۔ جو اور ایسی کتابیں انشا کی ابو الفضل کے طرز پر لکھی گئیں اور لوگوں نے بڑے بڑے آدمیوں کے پرائیویٹ خطوط کو جمع کرنا شروع کیا تا ان کے طرز تحریر اور ان کے لکھنے والوں کی عادت خصلت اور خیالات کے طریقہ تک عوام کو آگاہی ہو۔ جو شخص اکبر کے زمانہ کے طرز تمدن معاشرت۔ لٹریچر اور خیالات کی تاریخ لکھنی چاہے۔ اس کو ابو الفضل کے دفتروں سے بڑی مدد مل سکتی ہے ۔

لیکن شاید ابو الفضل سے بھی زیادہ رقعات عالمگیری مقبول ہوئی ہے۔ جس میں اس زبردست اور عالی دماغ بادشاہ نے جس کو مورخوں نے اس قدر بدنام کیا ہے اپنے خیالات نہایت آسان اور سادہ زبان میں بیان کئے ہیں۔ لیکن فارسی بولنے والے اور فارسی لکھنے والے آدمیوں کے رواج عام نے رقعات عالمگیری کو مبتدی کے لئے اور ابو الفضل کو منتہی کے لئے مقرر کیا ہے۔ جس قدر اور رقعات جمع کئے گئے اور لکھے گئے اگرچہ وہ ان دونوں مجموعوں کے بعد شایع ہوئے مگر وہ اصلیت ان میں کہاں۔ غدر سے پہلے یہ بات نہایت عام تھی کہ بیشمار ہندو اور مسلمان طالب علم کسی اچھے فارسی دان کے گرد بیٹھے ہوئے ابو الفضل کا سبق پڑھ رہے ہیں اور اس کے مشکل اور دقیق لفظوں کے سمجھنے کے لئے بار بار حاشیہ پر یا لغت کی کتابوں میں نظر ڈالتے ہیں۔ اگرچہ فارسی زبان اور اس کا اثر ہندوستان سے معدوم ہوتا جاتا ہے اور بہت کچھ معدوم ہو چکا ہے لیکن اب بھی سیکڑوں امرا اور ہزاروں طلباء سنعت لیاقت حاصل کرنے اور دل بہلانے کے لئے ابو الفضل کے دفتر دیکھتے ہیں۔ اور اس سے عبرت۔ نصیحت۔ اخلاق اور دانائی کا سبق پڑھ سکتے ہیں ۔

ابو الفضل کا طرز تحریر

ابو الفضل کا کلام بہت دقیق اور مشکل خیال کیا جاتا ہے اور اس کے ہر فقرے اور ہر سطر میں استعارے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ فارسی کے استادوں میں ابو الفضل شاید سب سے زیادہ عربی الفاظ استعمال کرتا ہے [illegible] فارسی

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] کی حد بڑھ جاتی ہے جس کو ایک انگریزی مترجم نے الفاظ کی چھوٹی سی سمجھا ہے یعنی کے نقروں [illegible] دور جا کر [illegible] ہے اور عبارت [illegible] عملوں سے خالی ہوتی ہے۔ مثلاً ان چند سطروں میں [illegible] بحسن احسن کما احسن اللہ الیک ہمگی توجہ بتمہید قواعد رافت و تاسیس مبانی نصفت و شفقت امور عاطفت مبذول داشتہ حدائق آمالی و آمال ایشان را از رشحات سحاب مکرمت و احسان و قطرات مطرات فضل و امتنان تازہ و سرسبز و پیوستہ داریم و پیش نہاد خاطر فیاض آن بودہ است کہ چوں ازیں مہمات فراغ کلی دست دہد بدرقہ عنایت الٰہی و ہدایت [illegible] کفار فرنگ کہ در جزائر دریائے شور آمدہ سر بشورش انگیزی برآوردہ اند و دست تعدی بزائران حرمین شریفین ہما اللہ شرفا و تعظیما دراز کردہ خود بتوفیق ایزدی متوجہ شدہ آں راہ را از خس و خاشاک پاک سازد۔ یہ ایک حدیث نبوی اور ۲۳ اور عربی الفاظ استعمال کئے ہیں اور اگر چند فقرے [illegible] سے [illegible] جائے تو بہت دور جا کر خبر نکلتی۔

[illegible] ایران اور ہندوستان میں بہت سے آدمی ہیں جو عربی الفاظ فارسی اور اردو میں [illegible] استعمال کرنے کو برا سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے خالص پارسی یا ہندی کے لفظ مصنف اپنے کلام میں لائیں۔ ایسا ہی انگلستان کے بہت سے مصنف اور [illegible] ان لفظوں کی کثرت سے استعمال کرنے کی مخالفت کرتے ہیں جو [illegible] یا لاطینی زبان سے لئے گئے ہیں۔ پروفیسر میکلی [illegible] نے اپنی کتاب [illegible] کی چند سطریں نقل کی ہیں جس میں نہایت زور شور سے لکھا ہے کہ صرف اصلی اور خالص [illegible] (انگریزی) لفظوں کا استعمال کرنا چاہئے کیونکہ ان سے [illegible] معلوم ہوتی ہے اور کلام کا زور بڑھتا ہے [illegible] ان [illegible] آ [illegible] لفظ ایسے استعمال کئے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

یعنے پابندی سے [illegible] زیادہ [illegible] ہیں لیکن [illegible] ان محدود زبانوں [illegible]
[illegible] [illegible] پیدا کر [illegible] مولوی عربی الفاظ
[illegible] نہیں ہے [illegible] ہیں اور [illegible]
زبانوں میں [illegible] کا [illegible] خود [illegible] کے قلم سے نکل جاتے [illegible]
[illegible] کے کلام سے معلوم ہوتا ہے [illegible] پوری [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible] کو [illegible] تھا [illegible] اپنے کلام [illegible] کرنا چاہتا
[illegible] کے سامنے [illegible] وہ [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] گیا [illegible]

[illegible] ہے [illegible]
[illegible] کلام [illegible] عبارت [illegible]
[illegible] شعر [illegible] جناب اکبر [illegible] کے
[illegible] میں [illegible]
[illegible] دور [illegible] یہاں [illegible]
[illegible] کا [illegible]
[illegible]

[illegible] جو [illegible]
[illegible] بہت کم
[illegible] ان کے بعد [illegible]
[illegible]

[illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] قرآن [illegible] ہے [illegible]
[illegible] کے زمانہ تک [illegible] میں [illegible]

ابو الفضل کی علمیت

ایشیا میں بہت کم آدمی ایسے ہوئے ہیں جن کو موجودہ اور آئندہ نسلوں نے اُن کی علمیت اور تبحر ظاہر کرنے کے لئے کوئی لقب دیا ہے۔ یہ لقب نہایت مختلف ہوتے تھے اور تقریباً ہر شخص کو اُس کے معتقد اور حوالی ایک لقب دیتے تھے۔ بات عام علماء اور آئندہ نسلوں کے قدر اور انداز پر چھوڑ دی جاتی تھی کہ آیا وہ اس لقب کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ خواجہ نصیر الدین [illegible] کو محقق طوسی، مولانا [illegible] اور بہاؤ الدین عاملی کو علامہ حلی اور علامہ بہائی [illegible] اور غزالی کو امام رازی [illegible] امام غزالی، مولوی عبد العلی کو بحر العلوم، قاآنی [illegible] الشاعر۔ یہ لقب ہیں جن کو بعد کی نسلوں نے ہر زمانہ میں تسلیم کیا ہے لیکن یہ لقب [illegible] بادشاہوں [illegible] نے عطا نہیں کئے بلکہ خود قوم نے اور قوم کے [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] عزت [illegible] زیادہ [illegible] اسی شخص کو دیتی۔ ابو الفضل [illegible] قوم سے [illegible] بادشاہ سے نہیں [illegible] نہایت عجیب ہے کہ [illegible] ۹۸۲/۷۴ میں [illegible] صرف ۲۵ سال کی تھی اس کو [illegible] خطاب [illegible] ابو الفضل سے چار سو سال پہلے سے مسلمان ہندوستان میں [illegible] سے آباد تھے لیکن ابو الفضل کی عزت اور وقار کے لئے یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ہندوستان میں علامی کا خطاب پایا۔ اور اس کے بعد صرف [illegible] شخص اور ہوئے ہیں جو اس لقب سے پکارے جاتے ہیں [illegible] شاہ جہاں کا اتالیق اور منتظم وزیر سعد اللہ خاں ہے جس کو علامی سعد اللہ خاں کہتے ہیں۔

صرف [illegible] اور سب سے زیادہ معزز رعایا [illegible] نہیں بلکہ خود ذاتی لیاقت اور علمی قابلیت کی وجہ سے اس بڑے آدمی کو علامی کہا گیا ہے۔ [illegible] بہت ہوئے ہیں جو ابو الفضل سے زیادہ طاقتور اور [illegible] تھے لیکن اُن میں کوئی علامی نہیں ہے۔ اُس زمانہ میں جس قدر مشہور اور پڑھنے کے لائق کتابیں اس کو دستیاب ہو سکتی تھیں کوئی ایسی نہ تھی جو ابو الفضل کی نظر سے نہ گذری ہو۔

[illegible] کے دل میں ہوا میدان [illegible] بادشاہ کے دربار میں پایا [illegible] کی عبادت

میں کوئی [illegible] نہ ہوتا تھا کہ ابوالفضل اپنے مطالعہ کے وقت میں بے چینی کرنے لگی۔ [illegible] تمام عمر وہ طالب علم رہا اور یہی بات اس کی اس قدر علمیت کا باعث تھی۔ [illegible] اس سے حسد کرتے تھے۔ اور بڑے بڑے جاہل اور امیر دست تاسف ملتے تھے۔ کہ اس طالب علم پر بادشاہ کی اس قدر مہربانی کیوں ہے؟ ہر شخص کو جو عالم ہونا چاہتا ہے اور علم و فضل کے وسیلے سے نام پیدا کرنا چاہتا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے کہ کوئی شخص پورا عالم نہیں ہو سکتا جب تک کہ بستر مرگ پر بھی وہ طالب علم نہ ہو۔ یہی تمام کامیابی کی جڑ ہے اور یہی [illegible] کی بے حد و د واقفیت اور علم کا سبب تھا۔ فیضی کا تمام کتب خانہ ابوالفضل کے لئے کھلا ہوا تھا جس میں سے اس زبردست شاعر کی وفات پر ۴۳۰۰ جلدیں نکلی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ چھاپہ خانہ کا ہندوستان میں نام بھی نہ تھا۔ یہ کتابیں چار قسم کی کتب خانوں میں تھیں :-

(۱)۔ تاریخ علم اللسان۔ طب۔ انشا۔ اور علم ادب کی الماری۔

(۲)۔ نظم۔ اخلاق۔ علم موسیقی۔

(۳)۔ فلسفہ۔ تصوف۔ ریاضی۔ اور نجوم۔

(۴)۔ تفسیر۔ فقہ۔ حدیث۔ اصول۔

اس کی لیاقت ایشیا ہی کے مصنفوں نے نہیں بلکہ یورپ کے مصنفوں نے نہایت تعریف لکھی ہے۔ سر ولیم جونز جنہوں نے اپنی ساری عمر عربی اور سنسکرت کی تحصیل میں صرف کی لکھتے ہیں کہ "ابوالفضل ایک عالم اور عمدہ مصنف تھا۔" اور یورپ کے اور مورخوں نے کسی قدر مبالغہ سے لکھا ہے کہ ایشیا میں جتنے مصنف ہوئے ہیں ابوالفضل سب سے عمدہ تھا۔

اس کا قاعدہ تھا کہ جب کسی کتاب کو اول سے آخر تک پڑھ چکتا تھا تو اس کے آخر میں [illegible] یا کچھ اس وقت اس کی طبیعت کی حالت ہوتی لکھ دیتا [illegible]
[illegible]

[illegible] تھا [illegible]

[illegible] ایک [illegible] تھا۔ [illegible]

[illegible] خاقانی کی تحفۃ العراقین اور فیضی کی کلیات پر [illegible] انوری [illegible] خاقانی [illegible]

[illegible] اور [illegible] سے [illegible] پر [illegible]

[illegible] محقق طوسی کی کتاب وصاف [illegible] اشراف اور [illegible]

حاشیے لکھے ہیں اور فیضی کی کتاب موارد پر اس کی طویل تقریظ موجود ہے۔

[illegible] ہادی جس نے تزک جہانگیری کا تکملہ اور دیباچہ لکھا ہے اس میں ابوالفضل کے متعلق بیان میں لکھتا ہے کہ اگرچہ وہ (شیخ ابوالفضل) ہندوستان کے شیخ زادوں (پیرزادوں) میں سے تھا مگر اس کا دماغ (قدیم) یونان کا تھا۔ ابوالفضل کا بڑا بھائی ابوالفیض فیضی بھی جس کی شاعری اور نثاری [illegible] ہندوستان میں مانی جاتی ہے اور جو اکبر کے دربار میں بڑا شاعر تھا اپنے ایک فخریہ قصیدے میں لکھتا ہے

جائے کہ ز بلندی و پستی سخن رود ۔۔ از آسمان بلند تر و از خاک کمترم

یا ہمچنیں پدر کہ نوشتم مکارمش ۔۔ در فضل مفتخر ز گرامی برادرم

"جس جگہ بلندی یا پستی کا ذکر ہو میں آسمان سے زیادہ بلند اور زمین سے زیادہ پست ہوں۔ یا جیسے اپنے باپ کے جس کی بزرگیاں میں نے لکھی ہیں [illegible] سے [illegible] پھر آگے چل کر لکھتا ہے

[illegible] میان من و دانست [illegible] در عمر [illegible]

[illegible] اور اس میں کمال (لیاقت) کے لحاظ سے [illegible] کا تفاوت ہے۔ اگرچہ عمر میں [illegible] سال کا بڑا ہوں۔

[illegible] شبہات اور شک کا اثر

[illegible]

بات کا اُس کو یقین نہ ہوتا تھا اور دل میں شکوک و شبہات ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے تھے۔ غور کرنے والوں کا حال ایسا ہی ہوتا ہے کہ اوائل عمر میں اس کی بھی ایک زمانہ میں یہی حالت تھی وہ زمانہ کے شور و شغب سے بہت گھبراتا تھا۔ اور قریب تھا کہ دہریہ یا دیوانہ ہو جائے مگر مبارک نے اُس کا علاج کر دیا اس نے اس کے دل میں خدا کی عظمت و قدرت کے خیالات ڈالنے شروع کئے اور اُس کو یہ تعلیم دی کہ سب آدمی یکساں ہیں اُن سے یکساں برتاؤ رکھنا چاہئے خدا تعالےٰ کے رحم اور مغفرت کے خیال سے ابوالفضل کو بھی تسلی اور تقویت ہوئی چنانچہ جہاں لکھتے لکھتے اُس کی طبیعت پریشان ہو جاتی تو وہ جگہ جگہ تعجب یا افسوس کی اور اُداسی میں خدا کی ذات پر نظر اُٹھاتا ہے اور سینکڑوں جگہ ایسے کلمے لکھتا ہے کہ الٰہی دیدۂ بینائی یا [illegible] دل دانا [illegible] حاصل [illegible] بہ شرف [illegible] گاہ تسلیم وصف بردہ صلاح کل عنایت فرما از کشمکش کون و فساد نجات [illegible]

یہ اُس کی مذہبی طبیعت اور میلان طبع کا نتیجہ تھا کہ وہ انسان کی ہر کوشش کو بے سود سمجھا کرتا تھا اور [illegible] ہر کام میں خدا کا ہاتھ دیکھتا تھا اور جب اُس پر کوئی مصیبت پڑتی تو یہ سمجھ کر کہ در حقیقت [illegible] دل میں صبر اور ظاہر میں شکر کرتا تھا۔ اگرچہ وہ کوشش تمام کرتا ہے [illegible] ذلیل ترین شخص سمجھے مگر انانیت اُس میں ضرور کسی قدر باقی تھی اور [illegible] کے اکثر مصنفوں کی طرح جب کبھی کہ اپنا نام ضرور لاتا تھا۔ وہ اپنے ان عیبوں سے واقف تھا اور اس کے عوض اپنی تحریرات میں اپنے تئیں سخت ملامت کرتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ تقدیر سب کچھ ہے اور تدبیر کوئی چیز نہیں اور اس کمزوری کے دفع کرنے کی قدرت اُس میں نہ تھی لیکن اُس کی عملی زندگی کوشش اور تدبیر کرنے والوں کے لئے ہمیشہ ایک بڑی مستحکم اور عمدہ مثال رہے گی۔

آئین اکبری اور اکبرنامہ

یہ دو کتابیں ہیں جن سے ابوالفضل کا نام آئندہ نسلوں میں ہمیشہ یادگار رہیگا اس کی غیر معمولی لیاقت اور خوق العادت کوششوں کے یہ دو گواہ ہمیشہ ہمیشہ موجود رہیں گے اور چلا چلا کر کہیں گے کہ دیکھو اور تم بھی ایسے ہی کام کرو۔

اکبرنامہ میں [illegible] سے لکھا [illegible] سال وفات [illegible]

حال اس میں درج ہے۔ یہ اکبر کی ۴۷ سال کی تاریخ ہے۔ اور اس میں مختصر طور سے اُس نے ہندوستان کی پہلی تاریخ کا حال بھی بیان کیا ہے۔ اکبر کے عہد کی اس سے پہلے اور اس کے بعد کی بہت سی تاریخیں لکھی گئی ہیں لیکن جس تفصیل اور تشریح سے اکبر کا حال ابوالفضل نے بیان کیا ہے ویسا نہ مولانا احمد کی تاریخ الفی میں نہ عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ میں نہ خافی خان کی تاریخ میں پایا جاتا ہے۔ فرشتہ اکبر کے بیان کے پہلے ہی سطر میں صاف صاف اقرار کرتا ہے کہ "شیخ ابوالفضل [illegible] بعضی جزئی و کلی و تفصیلے آن پادشاہ عالیجاہ محمد اکبر را ثبت نمودہ مولف اوراق ابوالقاسم فرشتہ کہ در صدد اختصار است خلاصہ آن را دریں کتاب مندرج [illegible]" ابوالفضل کی یہ تاریخ نہایت صحیح تین جلدوں میں ہے۔ جن میں دو لاکھ کے قریب سطریں ہیں اور شاید اُس سے پہلے اس قدر مختصر زمانہ کی ایسی مطول تاریخ فارسی میں نہیں لکھی گئی۔ مکالے نے جیمز ثانی بادشاہ انگلستان کے دو برس کا حال دو سال میں لکھا ہے جس پر ایک ظریف آدمی نے کہا ہے کہ آج کل کی واقعہ کے وقوع میں اس قدر عرصہ نہیں لگتا جس قدر اس کے بیان میں۔ لیکن تاہم انصاف یہ ہے کہ ابوالفضل کی تاریخ آج کل کی مورخانہ نظر سے دیکھی جائے اور یورپ کے بڑے مورخوں سے اُس کا مقابلہ کیا جائے تو [illegible] نہیں ہو سکتی۔

اس تاریخ کے لکھنے کے لئے اول اُس نے سلطنت کے سالانہ واقعات جمع کرنے کی کوشش کی۔ اور یہ کوئی عام مورخوں کی کوشش نہ تھی بلکہ واقعات کی تحقیقات بھی جس طرح پر تحقیقات ہونی چاہئے باوجودیکہ وہ اپنے ہی زمانہ کا حال لکھتا تھا اور جو باتیں خود اُس پر گذرتی تھیں زیادہ تر انہیں کا بیان تھا اور سلطنت کی حکمت عملی اور بھیدوں سے ابوالفضل سے زیادہ کون واقف ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی اُس نے صرف اپنی ذاتی واقفیت اور رائے پر کبھی بھروسہ نہیں کیا۔ وہ سلطنت کے امراء اعلیٰ عہدہ داروں اور سن رسیدہ آدمیوں سے طرح طرح کی باتیں پوچھتا تھا۔ اور ان کی کہی ہوئی باتوں ہی پر کفایت نہ کرتا تھا۔ بلکہ جو کچھ اُن کو بتانا ہوتا تھا اُس کو لکھوا لیتا تھا اور تحقیقات میں اس قدر بے حد احتیاط کو کام میں لاتا تھا کہ بیس معقول آدمیوں سے ایک واقعہ کی نسبت تحریر کرایا کرتا تھا اور پھر سب تحریریں لیکر اُن کا مقابلہ کرتا تھا۔ ابوالفضل کہتا ہے کہ چشم دید حالات بیان کرنے والوں کی باتوں میں جو عجیب و غریب اختلاف ہوتے ہیں

[illegible] التاریخ

[illegible]

[illegible] مختلف [illegible]

شخصوں کے مقابلہ کے لئے بہت [illegible] مختلف آدمیوں کی [illegible] بیان متفق تھیں ان کو قلمبند کیا اور جہاں اختلاف پایا جاتا تھا وہاں اپنی [illegible] اور تنقید پر اکتفا کیا۔ لیکن جب حالات معقول اور تجربہ کار راویوں میں اختلاف ہوتا تھا۔ یا خود مصنف کی واقفیت کے خلاف بیان کیا جاتا تھا تو وہ خود بادشاہ کے پاس جاکر تحقیق کر لیتا تھا۔ اس طرح پر سات برس کی محنت اور کوشش اور کاوش سے ابوالفضل نے اکبرنامہ تیار کیا لیکن یہ کام گو کس قدر مشکل ہو ابوالفضل کی طبیعت کے بہت مناسب تھا اور دن رات وہ اسی کام میں لگا رہتا تھا چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ

بہا کر عشقم درین کار داشت ‖ چہ من بے زبان عشق بسیار داشت

پہلی دفعہ صرف واقعات کا خیال کیا گیا تھا۔ اب اس کو ہر واقعہ کو سنہ وار ترتیب سے لکھنا پڑا اور اس میں بہت محنت کے بعد وہ کامیاب ہوا۔ اور اس لحاظ سے اکبرنامہ کو دوبارہ ترتیب دیا اس ترمیم سے بھی ابوالفضل کا اطمینان نہ ہوا [illegible] ایک اور طریقہ اس کے خیال میں آیا غرض تیسری دفعہ اس نے پھر اس کتاب کو مرتب کیا لیکن اس زمانہ تک بہت سے بڑے بڑے واقعات [illegible] اس میں ایک اور اصلاح کی اور پانچویں دفعہ مرتب کیا یہ پانچواں اڈیشن [illegible] ہے۔ جو آج کل ہمارے پاس موجود ہے اور ملک میں شائع ہے۔

ایسے مصنف بہت کم ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی کسی تصنیف کو [illegible] جانفشانی سے لکھا ہے اور جو اس کو بار بار لکھتے اور درست کرتے اور اصلاح دینے سے نہیں تھکتے لیکن [illegible]

[illegible]

کتابیں عمدہ خیالی کی حامل ہیں اکبرنامہ کی طرح اسی طرح لکھی گئی ہیں۔ مسٹر ناحالی نے ثابت کیا ہے کہ گلستان ایک عرصہ دراز میں نہایت غور و فکر سے لکھی گئی ہے۔ مکالے نے اپنی تاریخ انگلستان ایک عرصہ دراز میں لکھی ہے۔ اور ایسا ہی کارلائل نے فریڈرک اعظم بادشاہ جرمنی کی لائف لکھنے میں اپنی عمر اور طاقت کا بہت سا حصہ صرف کیا ہے۔ ایسا ہی ابوالفضل نے نہ صرف تاریخی لحاظ سے بلکہ زبان اور علم ادب کے لحاظ سے اس کتاب میں اپنی پوری منشیانہ لیاقت کام میں لایا ہے اور اسی لئے وہ کہتا ہے کہ

"قلم را بخون دل آغشتہ ام   کہ نثرے کم از نظم بنوشتہ ام"

اسی اکبرنامہ کے متعلق ضمیمہ کے طور پر اس نے ایک اور کتاب لکھی ہے جس نے اکبرنامہ سے زیادہ شہرت پائی اور جس میں اس کو غالباً اکبرنامہ سے زیادہ دقت پیش آئی۔ اس کتاب یا ضمیمہ کا نام آئین اکبری ہے۔ اس میں اس نے تمام ہندوستان کا جغرافیہ دیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں لکھا گیا ہے اور عجیب بات ہے کہ امریکہ کے دریافت ہونے کا حال بھی لکھا ہے اور کہتا ہے فرنگی جنہوں نے اس پر قبضہ کیا ہے اس کو عالم نو کہتے ہیں +

[illegible] زمانہ کے لحاظ سے یہ جغرافیہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اس میں تمام ممالک محروسہ کی مردم [illegible] خانہ شماری۔ محاصل زمین۔ صوبوں کے عروج اور زمین کی پیمائش۔ لگان پیداوار اور بادشاہ کے اخراجات اور سلطنت کے مختلف صیغوں کا بیان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے مختلف شہروں کی صنعت و حرفت و دستکاری۔ ہندوؤں کے مذہب ان کے خیالات۔ ان کی مقدس کتابوں اور فلسفہ کے متفرق فرقوں کا ذکر ہے۔ اس سے پہلے ہندوستان کے کسی مسلمان بادشاہ کے عہد کا نظام سلطنت اور حکمرانی کا مشرح حال معلوم نہیں ہے۔ آج کل کے زمانہ کی رائے کے مطابق اصلی تاریخ یہی ہے۔ کیونکہ اس میں مورخ فرد واحد یعنے بادشاہ کے حالات سے رعایا کے حالات اور طرز معاشرت پر اتر آیا ہے اور ہزاروں برس کے اس غلط خیال کو کہ ملک ایک ہی شخص (سلطان) سب کچھ ہے اور ایک کے علاوہ اور سب اس قابل نہیں کہ مورخ ان کا ذکر کرے باطل کیا ہے +

انگریزی گورنمنٹ کے عہد میں اس کتاب کی بہت قدر ہوئی۔ اور سنہ ۱۷۸۳-۸۶ء میں مسٹر گلیڈون نے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کے حکم سے ترجمہ کر کے [illegible]

[illegible]

میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد بہت سے ترجمے ہوئے۔ [illegible] ایڈیشن کا ایڈیشن بہت صحیح ہے اور اس میں غلطیاں بہت ہیں۔ [illegible] گورنر جنرل کی کونسل تھے جو رپورٹ بھیجی ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ تصنیف خاص طور پر مفید ثابت ہوگی کیونکہ اس میں سلطنت مغلیہ کے اصل [illegible] سلطنت کا بیان ہے جو اس کے بانی کی ماتحت تھا۔

ابوالفضل وزیر اور مدبر سلطنت

یہ بات انگریزی مؤرخوں میں مشہور ہے کہ والی ایشیا کے بادشاہ اکبر کی تلوار کی نسبت ابوالفضل کے قلم سے زیادہ ڈرتے تھے۔ اس مقولہ کی اصل یہ ہے کہ جب عبداللہ خاں ازبک والی ترکستان کے پاس اکبر کے فرمان جو ابوالفضل نے لکھے تھے پہنچے اور اکبر کی پالیسی کے خلاف اس نے جو جو عذر کئے تھے ابوالفضل کے زبردست منطق کے سامنے نہ چل سکے۔ کیونکہ وہ ہر بات کے جواب میں سیکڑوں دلیلیں مثالیں اور حجتیں لکھتا تھا۔ اور بادشاہی فرمانیں اور نامے لکھنے میں اس کا طریقہ ایسا عالی اور اثر ڈالنے والا تھا کہ خود اس کے پڑھنے سے سلطنت ہند کی شوکت سطوت اور طاقت کا رعب [illegible] بادشاہوں پر پڑتا تھا۔ توران کا بادشاہ جو لڑنے اور مقابلہ کرنے میں اکبر سے ڈرتا تھا۔ لیکن ابوالفضل کے قلم نے اس کے دل میں [illegible] تھا۔ لکھا کہ مجھ کو اکبر کی تلوار سے ایسا خوف نہیں ہے جیسا کہ ابوالفضل کے قلم سے۔

بہت کم وزیر ایسے ہوئے ہیں جن کی تعریف غیر ممالک کے بادشاہوں نے اس طرح کی ہے۔ ابوالفضل کا ہمعصر فرانس کا وزیر ریشلیو بھی کچھ کم درجہ چالاک اور ہوشیار نہ تھا۔ اس کی نسبت بھی ایک ایسا ہی واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ جب روس کا پیٹر اعظم سیاحت کرتا ہوا فرانس میں ریشلیو کی قبر پر پہنچا تو چلا اٹھا کہ اے دانا ریشلیو اگر تو زندہ ہوتا تو میں اپنی نصف سلطنت تیری نذر کرتا تاکہ تجھ سے سیکھوں کہ دوسری نصف پر کس طرح حکومت کرتے ہیں۔ لیکن بڑا فرق ان دونوں وزیروں کی ہوشیاری اور لیاقت میں نہیں بلکہ ان کی خصلت اور چال چلن میں ہے۔ [illegible] اپنی سلطنت کی ترقی کے لئے کوشش کرتے تھے۔ وہ دونوں چالاک اور ہوشیار تھے لیکن [illegible] جیسا [illegible] ہوشیار تھا اسی قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ [illegible] ابوالفضل [illegible] لیکن [illegible]

یکساں برتاؤ کرتا تھا۔ اور رحم دلی۔ اور بے تعصبی میں بے نظیر تھا +

مسلمانوں میں ابو الفضل سے پہلے ایک ہی شخص ... تک کوئی ایسا وزیر نہ تھا۔ جس نے اپنے قلم کے زور سے وزارت کے درجہ اعلیٰ تک ترقی کی ہو۔ آل بویہ میں مشہور و معروف حکیم بو علی سینا تھا جو ... کے وزارت کے پایہ کو اُس کے علم و فضل نے ... سلاطین کبھی بیان نہیں کرتے ایسا ہی ہندوستان میں ابو الفضل نے انشا و تحریر کا ذکر ہمیشہ ہوتا ہے۔ اور وزارت میں جو کچھ اُس کو کامیابی ہوئی اُس کو بہت کم آدمی جانتے ہیں۔ ابو الفضل کی تاریخ کا ذکر ہوتا ہے اور اُس کی بادشاہت کا بیان کوئی نہیں جانتا +

سلطنت مغلیہ پر ابو الفضل کی پالیسی کا اثر

اگرچہ ابو الفضل ابھی دربار میں نہ آیا تھا کہ اکبر کو ہندوؤں سے کچھ ... نہ رہا تھا۔ لیکن یہ بات ابو الفضل کے اقتدار پر ہوئی کہ سلطنت کی ... اور ... سب رعایا یکساں ... سب کو برابر عہدے ... گئے۔ ہندو منصبداروں کی ... میں تمام سلاطین مغلیہ کے زمانہ میں شاہزادوں کے بعد اکثر ... امرا کے نام ... وفاداری اور ... میں ہندو اُمرا اور راجپوتانہ کے راجہ مسلمان سلطنت قائم رکھنے کے لیے ... سے بھی ایک قدم آگے رہتے تھے۔ اس طرح پر سلطنت کی عمارت کی بنیاد ایک محکم چٹان پر قائم کی گئی۔ اور ایسا نظم سلطنت اختیار کیا گیا کہ سب رعایا شہنشاہ ہندوستان سے خوش رہی۔ یہ ابو الفضل ہی کی پالسی کا نتیجہ تھا اور اسی کی کوشش کا ثمرہ تھا کہ ہزاروں ہندو صبح کے وقت جھروکے کے نیچے کھڑے رہتے اور جب تک بادشاہ کے درشن زیارت نہ کر لیتے تھے کھانے پینے کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے۔ جب اُس خشک مزاج متشرع۔ با احتیاط۔ اور عجیب غریب لیاقت کے مجموعے یعنے اورنگ زیب نے جھروکے میں بیٹھنا و درشن دینا موقوف کیا تو کئی دن تک درشنیوں نے غل مچایا اور کھانا نہ کھایا +

غرض جو پالسی ابو الفضل نے قائم کی اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر تا ابو الفضل کا قاتل جہانگیر اور شاہجہاں ایک عرصہ دراز تک امن و اقبال اور شان و شوکت سے سلطنت کرتے رہے۔ اور اگر وہی پالسی برتی جاتی اور اورنگ زیب ایک مخالف پالسی ایجاد نہ کرتا تو عجب نہیں کہ ہندوستان آج کسی اکبر رابع جہانگیر ثانی شاہجہاں ثالث یا عالمگیر خامس کے قبضہ میں ہوتا اور ...

[illegible] خیالات کے جیسے واقف [illegible] سمجھتے ہیں ابوالفضل کی پالیسی [illegible] [illegible] ہندوستان میں سلطنت بہت لمبے عرصے تک قائم رہی [illegible] جب کمپنی کی حکومت کا زمانہ ہوا خونریزی جنگ تھا اور اب ملک گھر تھا ۔

اگر کوئی وجہ نہیں تو صرف اس لئے سب مسلمان اور ہندو اور عیسائیوں کو اس مہربان آدمی کا مشکور ہونا چاہئے کہ اس نے دیکھ لیا جبکہ کسی نے دیکھا تھا کہ ہندوستان کی سب سے بڑی مجموعی ترقی کس طرح ہو سکتی ہے اور جس کی پالیسی نے ہم کو ایسے ایسے بادشاہ دئے جن کی یاد بغیر ایک آہ سرد کے کسی متنفس کے دل میں نہیں ہو سکتی ۔

ابوالفضل کے خیالات اور ان کے پیدا ہونے کا سبب

ابوالفضل کے وہی خیالات تھے جو مبارک کے تھے ۔ مذاہب کے متعلق اس کی وہی رائے تھی جو مبارک نے اس کو تعلیم دی تھی اور یہی رائے ابوالفضل نے اکبر کے دل میں بٹھا دی اس کا فلسفہ مذہب حال کے زمانہ کے بڑے فلاسفر کارلائل سے بہت ملتا جلتا تھا ۔ کارلائل کا قول ہے کہ ہر مذہب میں سچائی ہے ۔ ورنہ آدمی اس کو قبول نہ کرتے ہیں ابوالفضل کے خیالات اور اس کے سبب اکبر کے خیالات بھی قریب قریب ایسے ہی تھے ۔ وہ یہ کہ ہر مذہب میں نیک ۔ باخدا اور پرہیزگار آدمی ہوتے ہیں [illegible] ہر مذہب کے اصول کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے ۔ اسی خیال کو اس نے اپنے ایک مختصر مضمون میں بیان کیا ہے اور کہتا ہے کہ عقلمند آدمیوں پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اعلیٰ مقصد اور اصلی مطلب خدا تعالیٰ کی ذات و صفات دریافت کرنا ہے ۔ اس اصول حق کے ڈھونڈنے والے دو قسم کے ہیں ۔ ایک وہ لوگ جو اپنی باطنی روشنی اور قلب کی صفائی سے اس مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ دوسرے وہ جو علم و محبت کے ذریعہ وسیلے سے اس مالک حقیقی کے [illegible] [illegible] تک پہنچتے ہیں ۔ پہلا گروہ اگر بعض کے وجود کا قائل ہے ۔ تو اس کا عقیدہ [illegible] [illegible] ہیں ۔ اور دوسرے طبقہ کے آدمی اگر ان کے ہونے کو تسلیم کریں تو [illegible] [illegible] [illegible] ہیں ۔

[illegible] [illegible] [illegible]

یہی سبب ہے کہ حبش کے باسی اور پرتگال کے پادری سے لیکر ہندوں کے جوگیوں اور مختلف فرقوں سے اتحاد رکھتا تھا ۔ ہر مذہب ہر فرقہ اور ہر قسم خیالات کے آدمی اُس کے سامنے اکبر کے دربار میں موجود رہتے تھے ایسے آدمی جن کا اجتماع ہندوستان میں پھر کبھی نہیں ہوا ۔ وہاں ابوالفتح گیلانی ۔ و شیخ امام جیسے حکیم ۔ ۔ ۔ یونانی شرح آور سول سے لیکر مولانا احمد جیسے شیعہ عبدالقادر بدایونی جیسے سنی ۔ بیربل جیسے مسخرے اور اور احمق اور ٹوڈرمل جیسے منتظم اور لایق ۔ موجود تھے ۔ اس لئے ضرور تھا ۔ کہ ابوالفضل اِن پر اثر ڈالے اور اثر پذیر ہو ۔

لیکن پرانے طریقہ کے علما ہمیشہ اس پر لعنت کرتے تھے ۔ اور وہ بھی اُن کی مخالفت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑتا تھا ۔ اس سبب سے بڑا سبب یہ تھا کہ اس کے باپ کو اور خود اس کو ابتدا میں ان کے ہاتھ سے نہایت سخت ایذائیں اٹھانی پڑی تھیں ۔ ان ہی لوگوں نے اپنے اقتدار کے زمانہ میں اس کے باپ پر قتل کا فتوےٰ لگا دیا تھا اور اس کے گھر بار کو تباہ کر کے اس کو جنگل جنگل پھرایا تھا ۔ جو لوگ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی آزادی او ۔ ۔ ۔ کے خلاف کینہ بھرا رہتا تھا جس وقت ان لوگوں کو ان کو ۔ ۔ اور بادشاہ سے مزاج اُن کی طرف سے کیوں نہ برہم کر دے ۔ لیکن پھر بھی ۔ ۔ ۔ جیسے شخص کو جو اپنی تصانیف ۔ ۔ ۔ صلح کل رضا اور تسلیم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کثرت سے استعمال کرتا ہے جیسا ہمارے آج کل کے مصنف اسلام ۔ قوم و ترقی کے الفاظ اپنے مضامین میں لاتے ہیں ۔ یہ بات زیبا نہیں ہے کہ ایک خاص گروہ کے ساتھ جو باوجود اپنے عیب اور نقص کے اسلام کے ۔ ۔ ۔ ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں اپنے نزدیک اسلام کے لئے کرتے ہیں ۔ عداوت سے برتاؤ کرے ۔ یہ بات اُن کی زندگی پر بہت بڑا دھبہ ہے ۔ انسان کیسا ہی پاک کیوں نہ ہو جائے پھر بھی عیبوں اور کمزوریوں سے نہیں نکل سکتا ۔

تاہم ابوالفضل ہمیشہ ۔ ۔ ۔ کے ساتھ دشمنی نہ کرتا تھا منتخب التواریخ کا مصنف عبدالقادر بدایونی جو اس کا بڑا دشمن ہے اور جس نے اس کی اور اس کے بڑے بھائی فیضی کی ہجو میں اور ان کے بیدینی ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ ایک ۔ ۔ ۔ نقل کرتا ہے جس میں ابوالفضل نے اپنے دشمن کی تعریف نہایت زور شور سے کی ہے ۔ ۔ ۔ بادشاہ ۔ ۔ ۔ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شخص کو کوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

[illegible]

[illegible] ہے۔ اس لئے ناظرین مجھ کو معاف رکھیں ۔

ابوالفضل کا مذہب اور دین الٰہی

اگرچہ علمائے کے تعصب تنگ دلی اور حرص کے سبب ابوالفضل کو مولویوں سے بداعتقادی پیدا ہو گئی تھی کیونکہ وہ دیکھتا تھا کہ وہی شیخ عبدالنبی مخدوم الملک جو علماء کا سرغنہ تھا اور دنیا سے استغنائی ظاہر کر کے افلاس و تنگی سے زندگی بسر کرتا تھا اور جس نے خدا کی راہ میں مبارک کو اس قدر تکلیف دی تھی جب مرا تو اس کے گھر میں سے کئی صندوق سونے چاندی کے اینٹوں سے بھرے ہوئے نکلے تھے۔ لیکن اس بات کے باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسلام کی عظمت اور بانی اسلام (علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام) کی محبت اس کے دل سے نکل گئی تھی۔ بلکہ اس کے خلاف بہت سی شہادتیں پیش ہو سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مرتے دم تک اسلام کے اصولوں سے ہرگز باہر اور منکر نہیں ہوا تھا۔ اس کے دشمنوں نے اس پر الحاد یعنی ذات باری کے وجود کے انکار کا الزام لگایا ہے لیکن وہ بالکل غلط ہے۔ اس سے زیادہ کوئی مصنف خدا تعالیٰ کا نام اور ذکر اپنے کلام میں نہیں لاتا۔ اور یہ محاورہ کے طور پر نہیں بلکہ التجا، دعا اور گڑگڑانے کے موقع پر۔ اگر وہ ملحد یا بے دین یا اسلام سے منکر ہوتا تو اس کی حالت اور عادت ایسی دلیری کی تھی کہ ایک لمحہ بھی وہ اپنے خیالات ظاہر کرنے سے خوف کرتا۔ جب تک ایک شخص اپنی زبان سے اسلام کے حق ہونے کا اقرار کرتا ہے یا اسلام کی صداقت کے خلاف اظہار نہیں کرتا تو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ اس کو دائرہ اسلام سے خارج کریں اور اسلام کی تعداد میں ایک عدد کم کریں۔

سورۂ انا فتحنا کی تفسیر میں جس میں اس نے بادشاہ کی مدح کا بیان کیا ہے لکھتا ہے۔

(۱) یا فاتح ابواب علوم و حکم — یا رافع اعلام ایادٍ و نعم

(۲) فتحنا من فضلک ما انعرف — علمنا من علمک ما لا نعلم

(۱) اے علم و حکمت کے دروازوں کے کھولنے والے۔ اے نعمتوں اور عطیوں کے جھنڈوں کے بلند کرنے والے۔

(۲) جو علم ہم نہیں جانتے ہیں تو نے ہم کو اپنے علم سے سکھا کر جس بات سے ہم [illegible]

[illegible]

(۳) للروح خیالہ انیس الخلوات — للعین جمالہ انیس الجلوات

(۴) ابداء اللہ من صلاۃ الصلاۃ — ضعافہ مضاعف بالا التلوات

اے وہ ذات جس نے مخلوقات کی طرف ایک رسول بھیجا اور اُن کو انا فتحنا لک فتحاً مبینا کے خطاب سے خوشخبری دی ہم تیری تعریف کرتے ہیں +

(۳) روح کے لئے اُس کا خیال خلوتوں کا ہمنشین ہے آنکھ کے لئے اُس کا جمال مجلسوں کا ہمدم ہے +

(۴) خدا تعالیٰ اس پر [illegible] درود کی بخششوں کا تحفہ بھیجے۔ [illegible] دل سے بھی چند [illegible] +

اسی طرح پر [illegible] ذرہ [illegible] حاکم تو ان کے جواب [illegible] جو نامہ گیا ہے۔ [illegible] ان شعروں کے لکھنے سے بچایا ہے ؎

قد قیل ان اللہ ذو ولد — قیل ان النبی قد کہنا

ما نجا اللہ والرسول معا — من لسان الوری فکیف انا

خدا بیٹے والا [illegible] جادوگر بتایا گیا۔ جب خدا اور رسول لوگوں کی زبان سے نہیں بچے تو میری کیا حقیقت ہے +

لیکن سب سے بڑا الزام جو ابوالفضل پر ہو سکتا ہے وہ دین الٰہی کی ضلالت ہے۔ جاہل۔ صاف دل۔ بھولے اور نیک فطرت اکبر کو چند درباریوں نے مل کر ایک اوتار یا خلیفۃ اللہ فی الارض بنایا۔ اور خفیہ خفیہ بہت سے درباری اس میں شامل ہو گئے۔ ابوالفضل بھی انھیں لوگوں میں تھا۔ ابتدا میں یہ امر بہت مستند معلوم ہوتا ہے کہ ابوالفضل جیسا لائق اور سمجھ دار آدمی ایسے مذہب کا جس سے زیادہ لغو مذہب کوئی نہیں ہو سکتا ایک رکن اعظم سمجھا جائے۔ اگر عمداً کوئی مذہب ایسا بنایا جائے جس کے اصول لچر ہوں تو اس سے زیادہ لچر مذہب کوئی نہیں ہو سکتا۔ نکاح ایک کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا بھی ایک ہے۔ سور اور شیر کے گوشت کا کھانا جائز ہے۔ کیونکہ یہ بہادر جانور ہیں۔ پیاز اور لہسن کھانا جائز نہیں۔ گائے کا گوشت حرام ہے۔ آفتاب اور آگ خدا کا مظہر ہیں۔ اس لئے ان کی پرستش کرنی لازم ہے۔ تناسخ [illegible] لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ [illegible] الٰہی کا کلمہ طیبہ ہے۔ اللہ اکبر جل جلالہ [illegible]

رعایت سے سلام میں استعمال کرنی چاہئیں [illegible] ۱۲۴۱ء [illegible] آتش پرست ہنود
کے اصول اس میں شامل تھے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] لکھے گئے تھے۔ سب سے
بڑھ کر بادشاہ سلامت [illegible] لوگوں کو اس مذہب
پر لاتے تھے لیکن [illegible] مذہب میں [illegible] تمام درباری اور
راجہ بیربل جیسے [illegible] تھی [illegible] المزید ابوالفضل
کی تنگی یہ مذہب [illegible] تھا جیسے بادشاہ کے سامنے [illegible] اور [illegible] تھے

اب ابوالفضل پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ وہ کیوں ایسے مذہب میں شامل ہوا اور اگر
کوئی ایسی حماقت میں پڑ سکتے [illegible] کا کیا [illegible] تا کہ اللہ اکبر اور تمام درباری [illegible]
دنیا بھر کا اسلام [illegible] سے بہتر کوئی مذہب [illegible] سے درست اور صحیح تسلیم نہیں
کر سکتے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ابوالفضل [illegible] مذہب کبھی نہیں چل سکتا
اس کا منشا یہ تھا کہ [illegible] اور [illegible] کو ایک نظر سے دیکھیں
اور ہندوستان میں ایک [illegible] قومیں [illegible] ایک [illegible] سے قومی سلطنت قائم ہو اگر
اور اس کی [illegible] تحت سلطنت [illegible] کے آدمیوں کو سلطنت کے
کاروبار [illegible] ان کی قابلیت کے مطابق حصہ ملے [illegible] پالیسی کو عمل میں لانے کے لئے
طریقہ برتنا چاہئے تھا [illegible] بادشاہ اکبر [illegible] سلطنت کا نام اسلامی
سلطنت اور مذہب اسلام ہو لیکن اس قسم [illegible] اسلامی [illegible] ہو جائے جس سے
تیرہ مذہب لینے [illegible] تلوار سے [illegible] نہایت [illegible] ہو جاتا

ہم کو اس سے بحث نہیں کہ فی نفسہ یہ پالیسی [illegible] لیکن اس میں شک نہیں کہ
خود ابوالفضل نے آخر زمانہ میں دیکھا کہ یہ مذہب نہیں چل سکتا اور اکبر نے یہ کوشش
چھوڑ دی۔ [illegible] ابوالفضل نے پیش نہیں کئے
تھے بلکہ وہ احمق آدمیوں نے پیش کئے۔ اکبر نے منظور کئے۔ چونکہ ابوالفضل بھی اسی
مجلس کا ممبر تھا اس لئے فرض کیا گیا کہ وہ بھی ان کو تسلیم کرتا ہے۔

یورپین مورخوں کا ابوالفضل پر الزام

بعض یورپین مورخوں نے ابوالفضل پر خوشامد کا الزام لگایا ہے جس کی وجہ اس کے

بیان پر بھی اعتبار نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ درباریوں کی خوشامد کی نسبت بدایونی کی تاریخ سے اکبر کی عظمت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ الزام خود ابوالفضل پر نہیں بلکہ اُس کے زمانہ پر فارسی زبان پر طریقہ سلطنت پر اور مسلمانوں کی اس بری عادت پر لگانا چاہئے۔ بیجا خوشامد اور جھوٹی تعریف اسلام کی شان کے بالکل برخلاف ہے۔ اس مرض کے روکنے کے لئے ہمارے نبیؐ نے فرمایا ہے کہ اذا رأیتم المداحین فاحثوا فی وجوہہم التراب۔ جب تم کسی خوشامدی کو دیکھو تو اُس کے منہ پر خاک مارو۔ لیکن یہ خوشامد آہستہ آہستہ عربی اور فارسی زبان کا ایک جزو لاینفک قرار پا گئی۔ ابتدا میں عرب اپنے ممدوحوں کی تعریف میں نہایت سیدھے اشعار کہتے تھے۔ چنانچہ ایک بدوی کہتا ہے ؎

لا یذم بلدا انت قادیہ ولا یشکی زمان انت فیہ

لیکن بعد میں دولت کی زیادتی سے شعراء میں خوشامد کرنے اور امراء میں خوشامد سننے کی عادت پیدا ہو گئی۔ یہ مدح اور تعریف صرف روپیہ کے لالچ سے ہوتی تھی چنانچہ عرب کا ایک شاعر صاف کہتا ہے ؎

اذا ما المدح صار بلا نوال من الممدوح کان ہو الہجاء

جب مدح کرنے پر ممدوح سے انعام نہ ملے تو وہ مدح ہجو ہے۔

لیکن ابوالفضل کی مدح اور جگہ جگہ بادشاہ کا نام نہایت طوالت اور بہت سے القاب کے ساتھ اور اُس کی دانشمندی کے مبالغہ کے ساتھ تعریف کرنا لالچ کی وجہ سے نہ تھا۔ ہر شخص کی خصلت کا اندازہ اُس کے زمانہ سے اور اُن چیزوں سے کرنا چاہئے جن سے وہ چاروں طرف سے گھرا رہتا ہے۔ ایک ادنے آدمی کو بھی جب فارسی میں مخاطب کیا جاتا ہے تو حضرت قدر آداب جناب عالی کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں گویا دنیا میں وہ سب سے بڑا آدمی ہے۔ [illegible] دونوں خوب جانتے ہیں کہ ان فقروں کے لفظی معنے ہرگز مراد نہیں ہیں [illegible] [illegible] نہیں ہیں۔ پس اگر ایک ایشیائی بادشاہ کا نام نہایت تعظیم و تکریم سے لیا [illegible] تو [illegible] سمجھنا غلطی ہے۔ لیکن ابوالفضل کی نسبت پر لفظوں کی تعریف [illegible] [illegible] [illegible] اور محبت تھی [illegible]
[illegible]

لکھی ہیں جیسے وہ ایک جگہ لکھتا ہے۔ ولما کان [illegible] مزید دولتہ متوقفا فی مساعی و توجہ حول فتوحات ممالک [illegible] لیالی لاالی بمیامن شرف۔ تحصیل جلائل العلوم فی اوان الصغر منہی عن عوامض الفهوم [illegible] فی تحقیق مسائل الخطاب فی [illegible] بالمکتب فلما حصل له فتح جدید علی ممالک الشرق بافتتاح [illegible] الباغیة [illegible] الشرح صدری و تزاید [illegible] [illegible] جس حالت میں کہ سلطنت کو زیادہ [illegible] اور نصرت کی [illegible] اس سے [illegible] میں [illegible] علموں سے [illegible] کو سمجھنے کی قابلیت [illegible] کی فتح میں مطلب حاصل ہوتے ہیں [illegible] سے کام [illegible] ممالک شرق کے [illegible] اور سرکش گروہوں کے قتل [illegible] سے نابود کرنے سے فتح [illegible] کھل گیا [illegible] راحت و خوشی زیادہ ہوئی تھی۔ اور [illegible] ایک خط [illegible] جواب دیا ہے [illegible] درگاہ بزرگان باستانی [illegible] افتخار [illegible] شاہ ہونے ونے تفاخر کم چرا شگفت نماید ٭

ابوالفضل کی وفات

نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس خاندان کو مضبوط کرنے کے لئے اس عالی دماغ شخص نے اس قدر محنت و کوشش [illegible] امور سلطنت کے کاروبار انجام دینے میں وہ ہمیشہ مصروف رہتا تھا۔ اسی خاندان [illegible] ہندوستان کے اس [illegible] مدبر اعظم کو قتل کرڈالا یعنی شاہزادہ سلیم جو بعد میں نور الدین جہانگیر کے لقب سے ہندوستان کا شہنشاہ ہوا اور شاہزادگی کے زمانہ میں جس کا چال چلن بادشاہ سلطنت کے مقابلہ میں نہایت خراب تھا۔ ہمیشہ سے ابوالفضل سے عداوت چلی آتی تھی۔ اس عداوت کے وجوہات بیان کرنا ہمارے مضمون کی وسعت سے باہر ہے۔ سلیم نے بعض بات پر مجبور ہو کر اکبر سے بغاوت کی تھی [illegible] ابوالفضل نے اپنی [illegible] سلطنت کے [illegible] تدبیر [illegible] وہ [illegible] کے اصوات [illegible] مصروف تھا [illegible] مصلحت سے اس کو [illegible] کی تعداد

چالیس سے زیادہ نہ تھی وہ دکن سے آگرہ کو روانہ ہوا تھا جہانگیر نے اور نہ اُس کے روزنامے تزکِ جہانگیری
اقبالنامہ میں مرزا ہادی نے اس واقعہ کے چھپانے کی کوشش کی ہے اُس وقت شاہزادہ نے اس خیال سے
کہ مبادا ابوالفضل اکبر کو بہکا دے - ایک بیباک قزاق راجہ نرسنگھ دیو [illegible] ابوالفضل کے قتل کا وعدہ
لیا اور وہ اپنے ہمراہ پیشہ قزاقوں کے ساتھ ایک ساعت ایک مقام میں ابوالفضل پر آ پڑا - اگرچہ اس وقت
بھی بچ نکلنے کا عمدہ موقع موجود تھا اور اس کے ہمراہیوں نے بھاگنے کے لیے اصرار بھی کیا لیکن [illegible]
یہ کہا مقابلہ ہو [illegible] شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم ہو کر ایک [illegible] قزاق کے مقابلہ
سے بھاگ سکتا ہے اور [illegible] اس خیال کو ہمیشہ کے لیے [illegible] اکبر [illegible] آدمی [illegible]
عمل [illegible] کر سکتے [illegible] اس کے ساتھی [illegible] آخر
ابوالفضل خود بھی زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا - اس وقت [illegible]
سے اُس کا سر اتارا اور [illegible] کر کے عاجزی کے ساتھ [illegible] ابوالفضل [illegible]
شہزادہ کے حکم کی تعمیل کی ہے [illegible] تصور نہیں [illegible] اور لائق
شخص [illegible] ۵۲ برس کی عمر میں اس جہان سے کوچ کیا [illegible] کا قلم
لکھنے سے شرم اور غصہ کا پتا [illegible] اُس کا سر کاٹ کر جہانگیر [illegible] بھیج لیا +

ابوالفضل کی خصلت

[illegible] ابوالفضل کی عام خصلت [illegible] قائم کرنا مشکل نہیں ہے
اس [illegible] کی کوشش [illegible] نہایت [illegible] لعت [illegible]
کی [illegible] کرنے کے بعد وہ وزیر اعظم کے درجہ تک پہنچا تھا اسکو باپ نے اس کی تعلیم و تربیت میں نہایت
کوشش [illegible] طبع [illegible] رسی [illegible] خدائے تعالیٰ نے
اُس میں ذہانت اور [illegible] درجہ پر پہنچنے کی ایسی قابلیت پیدا کی تھی کہ وہ دسویں صدی ہجری
اور سولھویں صدی عیسوی کی خلقت نہ معلوم ہوتا تھا بلکہ قدیم زمانہ کا یونانی حکیم تھا -
اور اسی لئے اُس کے ہمعصر اُس کو یونانی مشرب کہتے تھے - جو لوگ [illegible] گرد تھے اُن
میں سے کسی کے مثل نہ تھا - بلکہ اُس کی عادتیں اُس کے لائق اور عالم بھائی فیضی سے بھی
نرالی تھیں - اکبر سے اس کو اور اکبر کو اس سے ایک خاص قسم کا اتحاد اور [illegible]
آ گیا اور [illegible] مذہبیا [illegible] کے آدمیوں کی تعظیم کرتا [illegible]

کے متعصب آدمی اُس سے نفرت کرتے تھے۔

ایک زندہ اور قائم رہنے والے قیوم خدا کا جو ہمیشہ لوگوں کے کاموں کو سنوارتا رہتا ہے اُس کو ہمیشہ خیال تھا اور اسی سبب سے وہ اپنے فرائض منصبی کو نہایت دیانتداری سے انجام دیتا تھا۔ قتل کے سال جب اُس کو دکن کے پولیٹیکل معاملات کے تصفیہ کے لیے بھیجا گیا تو خاندیس کے بادشاہ نے جو ایک طرح سے اُس کا قریبی رشتہ دار تھا اُس کے پاس جیسا کہ دستور ہے کچھ قیمتی تحفے بھیجے۔ ابوالفضل نے اس خیال سے کہ ان کے قبول کرنے سے معاملاتِ ملکی کے تصفیہ کرنے میں اُس کی رائے پر اثر پڑے گا وہ تحفے واپس کیے۔ اور لکھا کہ اگر ان تحفوں سے یہ منشا ہے کہ میں تمہاری رعایت کروں تو یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ اگر صرف دوستی کا اظہار اور استحکام تھا تو میں پہلے ہی سے تمہارا صادق دوست ہوں۔ اور بادشاہ کی عنایت سے مجھ کو ایسی چیزوں کی حاجت بھی نہیں۔ اسی فقرہ کے ساتھ ان چیزوں کو [illegible]

اُس کی سخاوت اور مہمان نوازی مشہور تھی۔ ہر اہل علم جو اُس کے پاس جاتا تھا وہ اُس کے ساتھ کچھ نہ کچھ سلوک ضرور کرتا تھا۔ اور ہزاروں آدمی اُس کی سفارش سے نوکری پاتے تھے۔ مارے جانے سے کچھ دن پہلے اکبرنامہ کی آخر سطروں میں اُس نے اپنی حالت اس طرح پر بیان کی ہے:۔

"اگرچہ مبارک کے بیٹے ابوالفضل پر متعدد بلاؤں کا گرداب پڑتا ہے اور لوگ اس کی حالت سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔"

"محبت اور نفرت کے ہنگامے اس کے سبب سے گرم ہیں لیکن جو لوگ خدا کو پہچانتے ہیں اور بات کی تہ کو پہنچتے ہیں وہ اُس کو ابوالوحدۃ (صلح کل) کہتے ہیں وہ اُسے خاص بندوں میں سمجھتے ہیں۔"

"بادشاہ ہمیشہ ابوالفطرت کہتا ہے۔ جو لوگ بہادر اور دلیر ہیں اُس کو ابوالہمت (ہمت والا) اور یکتا دلیر سمجھتے ہیں۔"

"حضورِ شاہنشاہی اُس کو اس خاندان کے منتخب آدمیوں سے سمجھتے ہیں۔"

"اور بعض تیز فہم دنیا کا کتا کہتے ہیں اور دنیا کے گرداب میں آ جانے والا خیال کرتے ہیں۔"

"بہت سے آدمی اُس کو کفر و الحاد کا جاری کرنے والا کہتے ہیں اور ملامت و حقارت کی مجلس

[illegible]

[illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جناب [illegible] قیمت [illegible]

فردوسی اور اس کا شاہنامہ

اس کتاب میں فردوسی اور اس کے شاہنامہ کی نسبت نہایت تدبر [illegible] مضمون کے علاوہ [illegible] گئی ہے۔ قیمت [illegible]

عالمگیر

دیباچہ۔ ولادت [illegible] قیمت مجلد [illegible]

حیات فردوسی

[illegible] فردوسی کی سوانح عمری [illegible] شاہنامہ [illegible] حالات [illegible] نے [illegible] محنت سے تصنیف [illegible]

حیات لبید

[illegible]

شاہ مظفر الدین قاجار

[illegible]

علی پاشا

[illegible]

حیات بیپانس

[illegible]

حیات سعدی

حضرت شیخ [illegible] کی سوانح عمری [illegible] حالات [illegible] تصنیفات نظم و نثر پر [illegible]

سرسید کی لائف یعنی حیات جاوید

یعنی [illegible] سرسید [illegible] مصنفہ حالی - حیات جاوید [illegible] سو صفحات [illegible] پہلی جلد میں [illegible] وفات تک [illegible] اور دوسری جلد میں سرسید کی لائف [illegible] تصنیفات [illegible] سرسید کا نسب نامہ [illegible] تصنیفات کی فہرست اور [illegible] اسباب بغاوت ہند بھی شامل کر دیا گیا ہے [illegible] کی تعریف میں [illegible] کچھ نہیں کہا جا سکتا [illegible] مولانا حالی [illegible] کی [illegible] کا اعلیٰ نمونہ ہے جو کامل [illegible] برس کی مسلسل محنت اور انتہا کوشش سے [illegible] قیمت [illegible]

المشتہر

منشی فضل الدین بکسیلر و تاجر کتب [illegible] اشاعت [illegible] بازار کشمیری لاہور